سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

سوموار،30۔مارچ2015

(یوم الاثنین،9۔جمادی الثانی1436ھ)

سولھویں اسمبلی: تیرھواں اجلاس

جلد13: شمارہ 2

113

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 30۔مارچ 2015

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) آئین کے آرٹیکل 144 کے تحت قرارداد

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ آئین کے آرٹیکل 144 کی ضمن (1) کے تحت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

ایک وزیر ایک وزیر درج ذیل تحریک پیش کریں گے:

"صوبائی اسمبلی پنجاب اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 144 کے تحت اس امر کا اظہار کرتی ہے کہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) وفاقی اور صوبائی قوانین کی درست اشاعت سے متعلق معاملات کو بذریعہ قانون منضبط کرے۔"

(بی) بحث

پری بجٹ بحث

(۔۔۔جاری)

115

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

سوموار،30۔مارچ2015

(یوم الاثنین،9۔جمادی الثانی1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بجے زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ
حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا
فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ
هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿١٢٩﴾

سورۃ التّوبَة آیات 128تا129

(لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہش مند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں(128) پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں (اور نہ مانیں) تو کہہ دو کہ اللہ مجھے کفایت کرتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے(129)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

نسیما جانبِ بطحا گزر کن
ز احوالم محمد را خبر کن
صبا طیبہ سے جب تیرا گزر ہو
بیاں یہ حال شاہِ دین پر ہو
توئی سلطانِ عالم یا محمد
ز روئے لطف سوئے من نظر کن
تم ہی شاہِ جہاں ہو میرے آقا
میری جانب کرم کی اِک نظر ہو
بر ایں جانِ مشتاقم بہ آں جا
فدائے روضہ خیرالبشر کن
بڑی چاہت ہے کہ یہ میری ہستی
فدائے روضہ خیرالبشر ہو

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (چودھری سرفراز افضل): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔Visitor gallery میں موبائل فون سنا جا رہا ہے اور ویڈیو بنائی جا رہی ہے kindly اس کو بند کرایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ موبائل فون بند کریں۔جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: شکریہ۔جناب سپیکر! آپ سمجھتے ہیں کہ میں شاید کورم کی نشاندہی کر رہا ہوں لیکن نہیں کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، میں ایسا کچھ نہیں سمجھ رہا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ایسی صورتحال ہماری طرف بھی ہے۔جب ایوان کا کورم تو کیا بلکہ اس کی ایک تہائی بھی نہ ہو تو اس کو آپ کیا کہیں گے؟ میں کہتا ہوں کہ یہ ایوان پنجاب کا ایوانِ بالا ہے جہاں اگر حاضری کی یہ صورتحال ہو کہ دو معزز منسٹر بیٹھے ہوں اور پیچھے کوئی بھی نہ ہو تو یہ بہت افسوس کی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! پچھلے اجلاس میں بات ہوئی تھی میرے خیال میں اس دن آپ بھی نہیں آئے تھے۔میں کسی کو یہاں پر زبردستی نہیں لا سکتا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آپ اس پر ruling دے سکتے ہیں۔میں آرٹیکل پڑھ دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر Friday کو آپ غیر حاضر تھے تو بتائیں کہ میں آپ کو اس حوالے سے کچھ کہہ سکتا ہوں؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اس میں آپ ruling ضرور دے سکتے ہیں۔
جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، اس کو ابھی دیکھتے ہیں۔
سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اس پر آپ ruling دے سکتے ہیں۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں دیکھتا ہوں۔

سوالات

(محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال نمبر 307 جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 308 بھی جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 309 بھی جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 313 بھی جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1215 محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں محمود الرشید صاحب کا ہے۔
جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 1309 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں محمود الرشید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)
جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(بروز منگل 10۔فروری 2015 کے ایجنڈا سے زیر التواء سوال)

لاہور: پی پی۔151 پختہ کی گئی سڑکوں، گلیوں کی تفصیلات

*1309: میاں محمود الرشید: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دسمبر2008تا فروری2013پی پی۔151 لاہور میں کتنی سڑکیں اور گلیاں پختہ کی گئیں، ان کے نام، تخمینہ لاگت، مدت تکمیل، تاریخ آغاز اور ٹھیکیداروں کی تفصیل فراہم کی جائے، ان میں سے کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے زیر تکمیل ہیں نیز یہ منصوبے محکمہ کے کن کن افسران واہلکاران کی زیر نگرانی ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان میں سے اکثر سڑکیں اور گلیاں ناقص مٹیریل کی وجہ سے اپنی مقررہ مدت سے پہلے ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان ناقص منصوبہ جات کی تحقیقات کے لئے کوئی انکوائری کمیٹی بنانے اور ذمہ دار ٹھیکیدار اور محکمہ کے افسران واہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) دسمبر2008تا فروری2013لاہور میں جتنی سڑکیں اور گلیاں پختہ کی گئیں ان کے نام، تاریخ آغاز، تخمینہ ومدت تکمیل اور ٹھیکیداروں کے نام، ان میں سے جتنے بھی منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور جتنے زیر تکمیل ہیں تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہیں ہے کیونکہ مندرجہ بالا منصوبہ جات کی تمام سڑکیں اور گلیاں میسرز نیسپاک پرائیویٹ لمیٹڈ کی زیر نگرانی تکنیکی سطح پر مکمل ہوئی ہیں لہذا تاحال درست حالت میں ہیں۔

(ج) جواب جز(ب) کے مطابق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(ب)میں سوال تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ ان میں سے اکثر سڑکیں اور گلیاں ناقص مٹیریل کی وجہ سے اپنی مقررہ مدت سے پہلے ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہیں"؟ جواب یہ ہے کہ "درست نہیں ہے کیونکہ مندرجہ بالا منصوبہ جات کی تمام سڑکیں اور گلیاں میسرز نیسپاک پرائیویٹ لمیٹڈ کی زیر نگرانی تکنیکی سطح پر مکمل ہوئی ہیں لہذا تاحال درست حالت میں ہیں۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں جو parent department ہے جس نے یہ کام کیا ہے، اس کی بجائے اس کی نگرانی نیسپاک نے کیوں کی ہے، اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟ میرے سوال کا یہ ایک حصہ ہے اور دوسرا اگر اس کی کوئی خاص وجہ ہے تو کیا یہ blessing جس کی وجہ سے اس کی نگرانی سے سڑکیں نہیں ٹوٹیں پھوٹیں، یہ پنجاب کے دوسرے شہروں تک بھی منتقل ہو سکتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! ان کا جو پہلا ضمنی سوال ہے کہ why نیسپاک تو یہ consultancy کئی پراجیکٹس کی نیسپاک کو دی گئی ہے جس کی وجہ نیسپاک اس کو vet کرتی ہے اور اسی کو over look بھی کرتی ہے کیونکہ وہ ہمارے پاکستان کا بہت premier ادارہ ہے اور دنیا کے بہت سارے ممالک میں وہ perform کر رہا ہے۔ جہاں تک ان کا یہ سوال ہے کہ نیسپاک کو باقی منصوبہ جات کے اندر بھی engage کیا جائے گا تو یہ ضلعی حکومتوں پر منحصر ہے کہ وہ کس consultant کو ہائر کرتی ہیں کیونکہ ایک process کے ذریعے ہی consultant ہائر کیا جاتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نیسپاک کو consultancy کی مد میں کتنے فیصد ادا کیا جاتا ہے اور کیا وہ ڈیپارٹمنٹ کی incompetency ہے کہ اس پر اداروں کا اعتماد نہیں ہے اور وہ consultancy دوسری کسی فرم کو زیادہ پیسے دے کر ہائر کرتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یہ vary کرتا ہے from project to project اور incompetency کی بات نہیں ہے۔ Third party validation کئی پراجیکٹس میں کرائی جاتی ہے اور دنیا میں مروجہ طریق کار ہے جبکہ پاکستان کے اندر بھی اور خاص طور پر پنجاب میں بہت سارے پراجیکٹس، specially جو بڑے پراجیکٹس ہوتے ہیں، ان میں consultancy ہائر کی جاتی ہے اور ضروری نہیں ہے کہ ہر پراجیکٹ کے لئے consultancy ہائر کی جائے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے سوال کا یہ جواب نہیں ہے کیونکہ میں نے یہ پوچھا تھا کہ اس پراجیکٹ پر کتنے فیصد consultancy charges ادا کئے ہیں، اس کی مالیت کتنی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: امجد صاحب! اس سوال میں تو یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ concerned ہے اور اسی کا حصہ ہے۔

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! انہوں نے اس کی cost معلوم کی ہے تو exactly میرے پاس یہ figures موجود نہیں ہیں کہ کتنے فیصد

ان کو دیا جاتا ہے لیکن that part of the project اور جب ٹینڈر کیا جاتا ہے تو اس میں وہ build in ہوتا ہے جو بھی third party validation کرائی جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 350 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں تجاوزات کے خاتمہ کے لئے سپیشل سکواڈ تشکیل دینے کے لئے اقدامات

*350: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے ایک سپیشل سکواڈ تشکیل دیا گیا تھا جس کی مؤثر کارروائی سے لاہور بھر کی تمام شاہرات سے تجاوزات کا خاتمہ ہو گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب دوبارہ لاہور میں تجاوزات کے بڑھنے کی وجہ سے لوگوں کی زندگی اجیرن بن گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت عوام کی سہولت کے لئے مستقل بنیاد پر یہ سپیشل سکواڈ تشکیل دینے اور اس کی ہیلپ لائن جاری کرنے کا پروگرام رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور میں تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے ہر ٹاؤن نے سپیشل سکواڈ تشکیل دیئے تھے اور اب بھی ٹاؤن ہائے کا عملہ تہ بازاری دو شفٹوں میں کام کر رہا ہے۔

(ب) ٹاؤن ہائے تجاوزات کو دور کرنے کے لئے عملہ تہ بازاری کو دو شفٹوں میں تقسیم کر کے تجاوزات کے خاتمہ کے لئے دن رات بھرپور کوشش کر رہے ہیں تاکہ شہری سکھ کا سانس لے سکیں۔

(ج) حکومت پنجاب اس سلسلہ میں بھرپور کوشش کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ تجاوزات کے متعلق یہ سوال ہے تو یہ defineکریں گے کہ تجاوزات کو کیا سمجھتے ہیں اور تجاوزات میں کیا چیز شامل ہوتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! تجاوزات کی definitionتو آسان الفاظ میں یہی ہے کہ جو چیز بھی unauthorizedہو گی، جو کسی سرکاری زمین کے اوپر اگر کوئی نقشہ ٹاؤن سے پاس کئے بغیر یا متعلقہ ضلعی حکومت جو بھی ہے، لوکل گورنمنٹ سے پاس کئے بغیر اگر کوئی نقشہ ہے اور نقشے کے بغیر اگر کوئی تعمیر کی جاتی ہے یا بائی لاز کو violateکر کے کوئی چیز اگر تعمیر کی جائے یا کوئی تجاوز کیا جائے تو اس کے اندر آتا ہے اور یہی آسان الفاظ میں میرے خیال میں اس کی definitionہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اسی سے ضمنی سوال کرنا چاہوں گی کہ سوال کے جز(الف) میں پوچھا گیا تھا کہ تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے جو سکواڈ بنایا گیا ہے تو انہوں نے جواب دیا ہے کہ "یہ درست ہے کہ تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے سپیشل سکواڈ تشکیل دیا تھا" تو کیا یہ سپیشل سکواڈ صرف ریڑھیاں اور باقی اس طرح کی ناجائز چیزوں کے لئے ہے یا لوگوں نے جو constructionsکی ہوئی ہیں کیونکہ میرے علم میں ہے کہ لوگوں نے جو constructionsآگے جا کر ناجائز کی ہیں وہ ابھی بھی کئی جگہوں پر موجود ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے اندر یہ providedہے کہ in every Local Councilیہ سکواڈ موجود ہوگا، یہ کوئی speciallyصرف اس ٹاؤن کے اندر یہ سکواڈ نہیں بنایا گیا۔ تجاوزات ہٹانے کے لئے ہر تحصیل اور ہر لوکل کونسل کے اندر یہ موجود ہوتا ہے جو کہ day to day basisپر اس کو reviewکرتا ہے۔ اگر کہیں پر انہیں شکایت ہو یا وہ خود کسی تجاوزات کا مشاہدہ کریں تو وہ ہٹاتے ہیں اور یہ ongoing processہوتا ہے، یہ ایک دن کا processنہیں ہے۔ جس طرح تجاوزات بنتی ہیں انہیں ساتھ ساتھ ہٹایا بھی جاتا ہے، ان کے خلاف قانونی کارروائی بھی کی جاتی ہے اور اس کے خلاف عدالتوں کے اندر مقدمات pendingبھی ہیں اور نئے casesبھی بنائے جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! جگہ کی نشاندہی کریں تاکہ وہ اسے دیکھیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! متعلقہ منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کے موجود ہیں، یہ ایوان کو کس طرح چلایا جارہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! یہ منسٹر صاحب موجود ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اچھا، مجھے نہیں پتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! یہی تو بات ہے ناں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! اس میں ہیلپ لائن کا ذکر کیا گیا ہے اور میرا سوال بھی یہ تھا کہ کب تک ہیلپ لائن قائم کریں گے اگر اس کا کوئی ٹھوس جواب ہے تو دے دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں نے جس طرح گزارش کی کہ ہر ٹاؤن کے اندر یہ سکواڈ موجود ہوتا ہے اور ہر ٹاؤن کے ایڈمنسٹریٹر کو اگر شکایت کی جائے گی تو وہ augustly سکواڈ حرکت میں آئے گا اور تجاوزات کو ہٹائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ہیلپ لائن کب تک قائم ہو جائے گی؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! ہیلپ لائن as such anti encroachment کے لئے ہے کیونکہ ہر لوکل گورنمنٹ کونسل میں علیحدہ علیحدہ پھر ہیلپ لائنز بنانی پڑیں گی it can't be universal helpline جو ایک جگہ پر ہے آپ لاہور کی شکایت شاید اٹک میں تو نہیں دے سکیں گے so it has to be dedicated just to that Local Government ہر لوکل گورنمنٹ کی اپنی jurisdictions ہیں تو اسی کے اندر رہتے ہوئے وہ کام کرتے ہیں اور ایڈمنسٹریٹر جو بھی ہو گا وہ ذمہ دار ہے اور اگر اسے شکایت کی جائے تو وہ اپنے سکواڈ کو بھیج کر تجاوزات کو ہٹائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر433جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذااس سوال کوdispose ofکیاجاتاہے۔اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔جناب سپیکر!سوال نمبر536ہے،جواب پڑھاہواتصور کیاجائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،جواب پڑھاہواتصور کیاجاتاہے۔

لاہور: بابا گراؤنڈ میں اتوار بازار کے انعقاد کی تفصیلات

*536: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیاوزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بابا گراؤنڈ نزد سول سیکرٹریٹ لاہور میں اتوار بازار لگتا رہا ہے کب سے کب تک یہ بازار لگتا رہا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب بابا گراؤنڈ میں اتوار بازار نہیں لگایا جارہا ہے یہ کس اتھارٹی کے حکم سے بند ہوااس کا نام اور عہدہ سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس گراؤنڈ میں اتوار بازار لگانے کے لئے کمشنر لاہور نے بھی احکامات جاری کئے ہیں لیکن اس کے باوجود اتوار بازار نہیں لگانے دیا جارہا ہے ایسا کس اتھارٹی کی وجہ سے ہو رہا ہے؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) ٹاؤن انتظامیہ داتا گنج بخش ٹاؤن لاہور نے کبھی بھی بابا گراؤنڈ کو بطور اتوار بازار استعمال نہ کیا ہے۔

(ب) یہ بات حقائق پر مبنی ہے کہ اتوار بازار کبھی بھی بابا گراؤنڈ میں نہ لگایا گیا ہے مزید برآں یہ بازار سابقہ کونسل کی جگہ پر لگایا جاتا تھا مگر اب وہاں پر گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج اسلام پورہ کی عمارت تعمیر ہو رہی ہے۔

(ج) بابا گراؤنڈ میں اتوار بازار لگانے کے لئے کسی قسم کے احکامات کمشنر صاحب لاہور ڈویژن سے موصول نہ ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ بابا گراؤنڈ کے پاس ایک اتوار بازار لگتا ہے تو وہ اتوار بازار آج بھی لگ رہا ہے۔ بابا گراؤنڈ کے اندر نہیں لگ رہا لیکن بابا گراؤنڈ کے باہر لگ رہا ہے اور اس اتوار بازار لگنے سے ٹریفک بہت زیادہ disturb ہوتی ہے اور اگر کوئی ایمرجنسی میں وہاں سے اپنی گاڑی میں یا ایمبولینس گزرنا چاہے تو اسے بہت دقت ہوتی ہے کیونکہ بہت چھوٹی اور تنگ سڑک ہے تو اس کے متعلق یہ مزید کچھ کرنا چاہیں گے کیونکہ نشاندہی تو میں نے کر دی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! ان کا سوال بابا گراؤنڈ کے متعلق تھا اور اس میں انہوں نے specifically پوچھا ہے کہ بابا گراؤنڈ نزد سول سیکرٹریٹ لاہور میں اتوار بازار لگتا ہے، کب سے کب تک یہ بازار لگتا رہا، اس بابا گراؤنڈ میں کبھی بھی اتوار بازار نہیں لگا اور انہوں نے اب خود ہی کہا ہے کہ اتوار بازار باہر ہی لگتا ہے۔ بابا گراؤنڈ کے اندر کبھی بھی اتوار بازار لگا ہے نہ اب لگتا ہے۔ اس سے باہر جو اتوار بازار لگتا تھا وہ بھی اب نہیں لگتا اور اسے ختم کر دیا گیا ہے اس لئے بابا گراؤنڈ میں کبھی بھی اتوار بازار نہیں لگتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر 634 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: باغبانپورہ سے سکھ نہر اوور ہیڈ برج بنانے کی تفصیلات

*634: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) باغبانپورہ جی ٹی روڈ سے لے کر سکھ نہر سٹاپ تک اکثر ٹریفک جام رہتی ہے؟

(ب) کیا حکومت باغبانپورہ سے سکھ نہر تک انڈر پاس یا اوور ہیڈ برج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) بمطابق رپورٹ ٹریفک آفیسر مغلپورہ سرکل لاہور جی ٹی روڈ سے سکھ نہر تک روڈ کنسٹرکشن کا کام جاری ہے جس کی وجہ سے ٹریفک کی روانی تھوڑی سی متاثر ہوئی ہے لیکن جی ٹی روڈ سے سکھ نہر تک ٹریفک وارڈنز کو تعینات کیا گیا ہے جو ہمہ وقت ٹریفک کی روانی کو یقینی بنائے ہوئے ہیں اس کے ساتھ ساتھ پٹرولنگ افسران بھی تعینات کئے گئے ہیں جو غلط پارکنگ یا ٹریفک کے بہاؤ میں رکاوٹ پیدا کرنے والی گاڑیوں وغیرہ کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لاتے ہیں۔

(ب) اوور ہیڈ برج یا انڈر پاس کا کوئی منصوبہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے زیر غور نہ ہے تاہم باغبانپورہ چوک کو TEPA کشادہ کر رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا معزز منسٹر صاحب سے ضمنی سوال ہے میں نے سوال کیا تھا کہ باغبانپورہ جی ٹی روڈ سے لے کر سکھ نہر سٹاپ تک اکثر ٹریفک جام رہتی ہے تو ڈیپارٹمنٹ نے اس کا جواب construction پر ڈال کر ختم کر دیا ہے جبکہ انہوں نے جواب 2013 کا لکھا ہوا ہے اس کے مطابق ہے لیکن اب 2015 ہے باغبانپورہ سے آپ شروع ہو جائیں تو ابھی تک وہاں پر ٹریفک بند رہتی ہے specially دوپہر کے وقت، شام کے وقت، رات کے وقت اور وہاں کوئی وارڈن تعینات نہیں ہوتا یہ دو سال پہلے کا جواب آیا ہوا ہے آج بھی میں بتا رہی ہوں کہ اس پر کوئی کام نہیں ہوا اور construction وہاں پر کوئی بہانہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یہ صحیح فرما رہی ہیں کہ یہ جواب 2013 کا ہے جب یہ جواب دیا گیا تھا اُس وقت یہ construction ہو رہی تھی اب وہ construction مکمل کر دی گئی ہے اور TEPA نے باغبانپورہ کا جو چوک ہے اُس کو reconstruct کیا ہے اور اُس سے ٹریفک کافی ease ہو گئی ہے اور ان کا جو کہنا ہے کہ ابھی بھی رات کو بہت زیادہ ٹریفک ہوتی ہے، میرا تو خیال ہے کہ rush hours میں ٹریفک زیادہ ہوتی ہے رات کو تو اتنی ٹریفک نہیں ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے شام کے وقت کا کہا ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں شام کے وقت کا ہی کہہ رہا ہوں کہ rush hours دوپہر کو جب چھٹی کے وقت ہوتا ہے اُس وقت ہر جگہ رش زیادہ ہوتا ہے اُس کے علاوہ پچھلے سالوں کی نسبت اب وہاں پر ٹریفک بہت زیادہ ease کر دی گئی ہے اور TEPA اس پر مسلسل کام کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! پہلے تو میں منسٹر صاحب کی تھوڑی سی اصلاح کر دوں کہ باغبانپورہ چوک کو reconstruct نہیں کیا گیا شالامار چوک کو کیا گیا ہے باغبانپورہ اور شالامار کے درمیان کافی فاصلہ ہے میں تو بات ہی باغبانپورہ کی کر رہی ہوں میں وہاں کی رہائشی ہوں۔ ایسا کریں منسٹر صاحب شام کو وہاں کا دورہ رکھ لیں اور دیکھیں شام کو وہاں کون سے سکول کی چھٹی ہوتی ہے جو اتنا رش ہوتا ہے میں شام سے لے کر رات گئے تک کی بات کر رہی ہوں وہاں پر باغبانپورہ چوک کو reconstruct نہیں کیا گیا۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! باغبانپورہ چوک کو TEPA نے redesign کیا تھا اور یہ ابھی recently نہیں ہوا میں 2013 کی بات کر رہا ہوں یہ 14-2013 میں اس پر کام ہوا تھا اور اُس کو کافی کشادہ کیا گیا تھا اُس کے باوجود جس طرح انہوں نے لکھا کہ وہاں پر overhead bridge یا underpass کی ضرورت ہے تو اُس کے لئے خطیر رقم چاہئے۔ وہ کسی stage پر اگر TEPA advise کرے گی کہ اس کے بغیر ٹریفک ease نہیں ہو سکتی تو پھر شاید اس کو take up کر لیا جائے اور میں یہ باغبانپورہ چوک کا ہی ذکر کر رہا ہوں انہوں نے جس شالامار چوک کا ذکر کیا ہے میں اُس کا ذکر نہیں کر رہا اُس کے اندر TEPA نے کام کیا ہے اور اُس پر پچھلے سالوں کی نسبت ٹریفک کافی ease ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آخری ضمنی سوال۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں تو ground reality کی بات کر رہی ہوں منسٹر صاحب وہ جواب پڑھ کر بتا رہے ہیں جو محکمہ نے ان کو دیا ہے۔ میں تو یہ بتا رہی ہوں کہ بجائے اس کے کہ آپ

وہاں ٹریفک والوں کو یہ ensure کریں کہ آپ وہاں وارڈن کو تعینات کریں بجائے اس کے کہ آپ ڈیپارٹمنٹ کو defend کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس معاملہ کو دیکھیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! انشاء اللہ مزید ان کی راہنمائی ہم لیں گے اور اُس کو بہتر کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر سوال نمبر 1135 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: مین شاد باغ روڈ لاہور کے درمیان گرین بیلٹ یا ڈیوائڈر بنانے کا معاملہ

***1135: محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مین شاد باغ روڈ لاہور کو عبور کرنا بہت مشکل ہے؟

(ب) سڑک کے درمیان گرین بیلٹ یا ڈیوائڈر تعمیر کیا جائے تاکہ وہاں کے لوگوں کو سڑک عبور کرنے میں آسانی ہو؟

(ج) حکومت کب تک مذکورہ مین سڑک کے درمیان گرین بیلٹ یا ڈیوائڈر تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) ٹی ایم اے شالامار لاہور کی مالی حالت نہایت کمزور ہے گورنمنٹ اگر اس سلسلہ میں گرانٹ مہیا کر دے تو ٹی ایم اے گرین بیلٹ یا ڈیوائڈر تعمیر کروا دے گی۔

(ج) جواب جز (ب) کے مطابق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (ب) سے ہے جس میں محکمہ نے کہا کہ ہمارے پاس گرانٹ نہیں ہے اور اس وجہ سے اس سڑک کی حالت کو ہم بہتر نہیں کر سکتے تو میں ضمنی سوال یہ کرنا چاہوں گی کہ یہ سوال 2013 میں جمع کروایا گیا تھا جس کا جواب 2015 میں آرہا ہے اور 2013 سے لے کر 2015 اگر دیکھا جائے تو اس سوال کو جولائی میں دو سال ہو جائیں گے تقریباً دو سال میں سے کچھ عرصہ کم ہے دو سال کے اندر محکمہ کے پاس فنڈز کی کمی جو ہے وہ کیوں نہیں پوری ہوئی اور لوکل گورنمنٹ کے فنڈز کہاں جارہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! پہلے تو میں ان کی بات کی توثیق کر دوں کہ اس کا جواب 23۔جنوری 2014 کو اسمبلی کو موصول ہوا۔ یہ بالکل اس کا جواب 2015 میں نہیں آیا ڈیپارٹمنٹ نے اس کا جواب دے دیا تھا جہاں تک فنڈز کا تعلق ہے تو اس میں clearly لکھا ہے کہ ٹی ایم اے شالامار ٹاؤن کے پاس اتنے فنڈز نہیں ہیں اس میں سڑک کی مرمت کی بات نہیں کی گئی اس میں انہوں نے تجویز دی تھی کہ اس میں ڈیوائڈر لگا دیا جائے یا اس کے اندر گرین بیلٹ بنا دی جائے وہ ڈیوائڈر اور گرین بیلٹ بنانے کے لئے فی الحال ٹی ایم اے کے پاس اتنے فنڈز available نہیں ہیں تو انہوں نے یہ نہیں بنایا، جب بھی اُن کے پاس فنڈز available ہوں گے تو اس پراجیکٹ کو بھی take up کر لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں اس پر منسٹر صاحب سے request ہی کر سکتی ہوں ظاہر ہے اُن کا محکمہ ہے انہوں نے اس کو اپنے طریقے سے چلانا ہے اور محکمہ کا بھی اپنا ایک style اور انداز ہم دیکھ رہے ہیں اس اسمبلی میں ہے کہ محکمہ کسی چیز کا بھی جواب کبھی درست نہیں دیتا اور مسائل جوں کے توں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ ایک عوامی مسئلہ ہے میرے سے پہلے جو فاضل ممبر نے ایک سوال کیا تھا شالامار والا میرا خیال ہے کہ یہ same situation ہے اندرون شہر کی اور جہاں تک ٹریفک کے flow کو بہتر بنانا ہے یا جو عوامی مسائل ہیں وہاں movement کے ٹریفک کے problem کو حل کرنے کے لئے اگر کسی قسم کی facility دینی ہے تو کیا صرف وہ facilities لاہور کی بڑی سڑکوں کے لئے ہیں وہاں پر facilitate کرنے کے لئے تو آپ کے پاس فنڈز بھی آجاتے ہیں

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترم منسٹرnoteفرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!اندرون شہر کے جو عوامی مسائل ہیں اُن کو حل کرنے کے لئے جو کمشنر ہے یا جو محکمے ہیں اُن کے پاس کسی قسم کی کوئی سہولت نہیں ہے۔ سڑکیں ہیں تو اُن کا بُرا حال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! ٹھیک ہے وہ آپ کی بات کا جواب دے رہے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!صرف رات کی بارش میں آج پورا لاہور اس وقت پانی میں ڈوبا ہوا ہے تو ایسی situationمیں اگر ہمارے اس طرح کے سوال سے عوام کو ریلیف نہیں دینا تو پھر میرا خیال ہے ہم یہاں ایوان میں جو سوال کرتے ہیں اُس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں اس ضمن میں اتنی ہی گزارش کروں گا کہ انہوں نے درست جواب کی جو بات کی ہے کہ محکمے درست جواب نہیں دیتے اس سوال کے جواب میں کوئی بھی غلط جواب نہیں دیا گیا جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان کی ایک تجویز کو ٹی ایم اے نے take upنہیں کیا وہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ محکمہ نے بالکل درست جواب دیا ہے اور I stand by this answer that has been given on the floor of the House یہ ان کو نہیں کہنا چاہئے کہ ہم جواب غلط دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترم منسٹر اس معاملے کو دیکھیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! انہوں نے تجویز دی ہے اور جو انہوں نے کہا ہے کہ ٹریفک easeکرنے کے لئے اندرون شہر کو نہیں دیکھا جاتا یہ صرف بڑی سڑکوں تک ہی محدود ہے، یہ اس طرح نہیں ہے۔ لاہور کے اندر جتنی ٹریفک کی روانی کے لئے کام کیا گیا شاید ہی کہیں پر کیا گیا ہے اور پچھلے چند سالوں کے مقابلے میں بھی ٹریفک کا flowبہت بہتر ہے اور انشاء اللہ اس کو مزید بہتر کرنے کے لئے ان کی تجاویز کو بھی ہم incorporate کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میرے خیال میں اس پر بہت بات ہو گئی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں چاہتی ہوں کہ مسئلہ حل ہو اور جو میں نے بات کی ہے لاہور کی مخصوص سڑکوں پر جس جگہ میں رہتی ہوں اُس جگہ کوئی ایسا ٹریفک کا مسئلہ نہیں ہے لیکن میں گواہی کے ساتھ کہتی ہوں کہ ٹھوکر نیاز بیگ چوک کو ٹی ایم اے نے سات بار توڑا ہے۔ توڑا ہے بنایا ہے، توڑا ہے بنایا ہے۔ ٹریفک کا flow بہتر کرنے کے لئے جہاں حکومت کی اپنی مرضی ہوتی ہے، جہاں سر براہان نے خود گزرنا ہوتا ہے اس سڑک کو بہتر بنا کر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کو note کریں۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر 1174 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1174: **محترمہ راحیلہ خادم حسین**: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-144 اور پی پی-145 لاہور میں کتنی ڈسپنسریاں مقامی حکومت کے تحت چل رہی ہیں، ان کی تعداد بتائی جائے؟

(ب) مذکورہ ڈسپنسریوں میں علاج کے لئے مریضوں کو کون سی سہولتیں دی جاتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ڈسپنسریوں میں ملازمین اور افسران کی تعداد بہت کم ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈاکٹرز اور ملازمین کی تعداد کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) پی پی-144 اور پی پی-145 لاہور میں اس وقت 9 ڈسپنسریاں مقامی حکومت کے تحت چل رہی ہیں۔

(ب) مذکورہ ڈسپنسریوں میں حفاظتی ٹیکہ جات بیرونی مریضوں کے علاج معالجے کی سہولت موجود ہے اور بچوں کی پیدائش اور ماں و بچہ کے متعلقہ معلومات و علاج کی سہولیات دستیاب ہیں۔

(ج) ڈاکٹر و عملہ کی تعداد منظور شدہ اسامیوں کے مطابق پوری ہے۔
(د) تمام اسامیوں پر بھرتی تقریباً مکمل ہے اور مزید عملہ کی ضرورت نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کو زیادہ مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتی ہوں بس ان کو اطلاع کر دیتی ہوں کہ جو ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہے کہ تمام ڈسپنسریاں بڑی functional ہیں تو پی پی۔144 کی آدھی ڈسپنسریاں تو functional ہی نہیں ہیں۔ ذرا مہربانی کریں اور ان ڈسپنسریوں کو چلانے کا بندوبست کریں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! چونکہ محترمہ اس اسمبلی کی قابل احترام ممبر ہیں اور انہوں نے on the floor of the House کہا ہے کہ ڈسپنسریاں functional نہیں ہیں تو ان کو چیک کر لیا جائے گا۔ میں ان سے request کروں گا کہ specifically نشاندہی کریں کہ کون سی ڈسپنسری nonfunctional ہے، وہاں پر عملہ نہیں ہے اس کا seriously notice لیا جائے گا اور انشاء اللہ اس کو functional کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب کو نشاندہی کروا دیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اگر اجازت دیں تو میں پوائنٹ آف آرڈر لینا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! تشریف رکھیں Question Hour کے بعد وقت دوں گا منسٹر صاحب موجود رہیں گے کہیں نہیں جائیں گے۔ اگلا سوال نمبر 1276 میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1343 جناب جاوید اختر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1468 بھی جناب جاوید اختر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1547 محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1550 بھی محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1577 جناب ظہیر الدین خان علیزئی کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1604 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔

اگلا سوال نمبر1626بھی ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1726جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ)کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھیdispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1727بھی جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ)کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھیdispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1890محترمہ حنا پرویز بٹ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھیdispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1894بھی محترمہ حنا پرویز بٹ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ فوزیہ ایوب قریشی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر!سوال نمبر1911ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور شہر میں واٹر فلٹریشن پلانٹس لگانے کی تفصیلات

*1911: **محترمہ فوزیہ ایوب قریشی:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاولپور شہر میں کل کتنے واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے گئے ہیں؟

(ب) ان پلانٹس پر کل کتنے اخراجات ہوئے ہیں؟

(ج) ان پلانٹس میں سے اس وقت کتنے چالو حالت میں ہیں اور کتنے کب سے خراب پڑے ہوئے ہیں ان کو کب تک مرمت کر دیا جائے گا؟

(د) ان واٹر فلٹریشن سے شہر کی کتنی آبادی کو پانی فراہم کیا جا رہا ہے؟

(ہ) بہاولپور شہر کے جن علاقہ جات میں واٹر پلانٹس نہیں لگائے گئے ان میں کب تک واٹر فلٹریشن پلانٹ لگا دیئے جائیں گے؟

(و) پچھلے پانچ سالوں کے دوران بہاولپور شہر کے کن کن مقامات پر واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے گئے،ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر کانکنی ومعدنیات/لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب شیر علی خان):

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن بہاولپور سٹی کی حدود میں چار واٹر فلٹریشن پلانٹ لگائے گئے ہیں۔

(ب) ان پلانٹس پر تقریباً70لاکھ روپے اخراجات آئے ہیں۔

(ج) چاروں پلانٹس درست حالت میں کام کر رہے ہیں کوئی بھی پلانٹ خراب نہ ہے۔

(د) ان پلانٹس سے تمام ملحقہ آبادیاں صاف پانی حاصل کر رہی ہیں۔

(ہ) بہاولپور شہر کے جن علاقہ جات میں واٹر فلٹریشن پلانٹس نہیں لگائے گئے وہاں گورنمنٹ کی پالیسی اور فنڈز دستیاب ہونے پر واٹر فلٹریشن پلانٹس نصب کرائے جا سکیں گے۔

(و) پچھلے پانچ سالوں میں ٹی ایم اے سٹی کی جانب سے چار عدد واٹر فلٹریشن پلانٹس لگوائے گئے مقامات کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ واٹر فلٹریشن پلانٹ اسلامی کالونی

2۔ واٹر فلٹریشن پلانٹ سیٹلائٹ ٹاؤن

3۔ واٹر فلٹریشن پلانٹ ماڈل ٹاؤن سی

4۔ واٹر فلٹریشن پلانٹ ماڈل بازار نزد دفتر ٹی ایم اے سٹی بہاولپور

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! سوال کے جز (ہ) میں پوچھا گیا ہے کہ بہاولپور شہر کے جن علاقہ جات میں واٹر پلانٹس نہیں لگائے گئے ان میں کب تک واٹر فلٹریشن پلانٹ لگا دیئے جائیں گے؟ اس کے علاوہ میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گی کہ پچھلے پانچ سالوں کے دوران بہاولپور شہر کے کن کن مقامات پر واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے گئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کب تک واٹر فلٹریشن پلانٹس لگا دیئے جائیں گے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! ابھی نئی پالیسی آ رہی ہے وزیر اعلیٰ پنجاب نے صاف پانی پراجیکٹ کا incentive لیا ہے کہ پورے پنجاب میں پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے گا اس کے تحت ہر ضلع کے اندر تحصیل سطح اور یونین کونسل کی سطح پر ہم انشاء اللہ صاف پانی مہیا کرنے کے لئے ایک جامع پروگرام لا رہے ہیں۔ اگلے پانچ سالوں میں تمام یونین کونسلوں میں پینے کا صاف پانی مہیا کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 1914 جناب محمد عارف عباسی صاحب کا ہے اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1916 جناب احسن ریاض

فتیانہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال مہر خالد محمود سرگانہ صاحب کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، امجد علی صاحب ان کے behalf پر ہیں سوال کا نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 1959 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے مہر خالد محمود سرگانہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: یو سی۔45 اور 46 کو ڈینگی کے خاتمہ کے لئے دیئے گئے فنڈز و دیگر تفصیلات

*1959: **مہر خالد محمود سرگانہ:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یو سی۔45 اور 46 لاہور کو ڈینگی کے خاتمہ کے لئے سپرے کی مد میں 14-2013 میں کتنے کتنے فنڈز فراہم کئے گئے اور کن کن علاقوں میں ڈینگی سپرے کیا گیا؟

(ب) مذکورہ یو سیز کو سٹریٹ لائٹس کی مد میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران کتنے کتنے فنڈز فراہم کئے گئے اور کتنے استعمال ہوئے سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران کن علاقوں میں کتنی کتنی ٹیوب لائٹس فراہم کی گئیں اور بجلی کے بلز پر کتنی رقم کی ادائیگی کی گئی، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ یو سیز میں سٹریٹ لائٹس کی فراہمی نہیں کی جا رہی لیکن ریکارڈ میں اندراج کیا جا رہا ہے؟

(ہ) کیا ان یو سیز کا پچھلے پانچ سالوں کا آڈٹ ہوا اگر ہاں تو ان کی آڈٹ رپورٹس کی کاپیاں ایوان میں فراہم کی جائیں اور اگر نہیں ہوا تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) ڈینگی کے خاتمہ کے لئے بجٹ یونین کونسل میں کوئی فنڈ مختص نہ کیا گیا لیکن یونین کونسل کی سطح پر ٹاؤن ہذا اور محکمہ ہیلتھ کی مدد سے یونین کونسلز کے علاقوں میں سپرے کر دیا گیا ہے۔

(ب) یونین کونسل نمبر45 میں مندرجہ ذیل فنڈ خرچ ہوئے جبکہ یونین کونسل نمبر46 کو سٹریٹ لائٹ کی مد میں کوئی فنڈ فراہم نہ کیا گیا۔

سال12۔2011 میں مبلغ2لاکھ روپے سٹریٹ لائٹس پر خرچ ہوئے۔

13۔2012 میں مبلغ6لاکھ روپے سٹریٹ لائٹس پر خرچ ہوئے۔

مندرجہ بالا فنڈ بذریعہ ٹینڈرDGPRاستعمال کیا گیا۔

(ج) یونین کونسل نمبر45 کے حلقہ میں سٹریٹ لائٹ لگوائی گئی لیکن ان لائٹس کا بل یو سی نے ادا نہیں کیا بلکہ روڈ لائٹ ادا کرتی ہے۔

(د) یونین کونسل کی سطح پر برائے سال12۔2011اور13۔2012 جتنی لائٹس خرید کی گئیں وہ تمام علاقہ میں لگائی گئی ہیں کسی قسم کا اضافی اندراج نہیں کیا گیا۔

(ہ) یونین کونسل نمبر45 برائے سال13۔2012 کا ابھی آڈٹ نہیں ہوا پچھلے سال کا آڈٹ ہو گیا ہے۔آڈٹ رپورٹ تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ یو سی نمبر46 میں پچھلے پانچ سال کا آڈٹ لوکل فنڈ آڈٹ کی جانب سے کیا گیا مگر آڈٹ رپورٹس یونین کونسل کو فراہم نہ کی گئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال کے جز(ہ) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا ان یونین کونسلز کا پچھلے پانچ سالوں کا آڈٹ ہوا، اگر ہاں تو ان کی آڈٹ رپورٹس کی کاپیاں ایوان میں فراہم کی جائیں اور اگر نہیں ہوا تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟ اس کا جواب ہے کہ یونین کونسل نمبر45 برائے سال13-2012 کا ابھی آڈٹ نہیں ہوا پچھلے سال کا آڈٹ ہو گیا ہے۔آڈٹ رپورٹ تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ یونین کونسل نمبر 46 میں پچھلے پانچ سال کا آڈٹ لوکل فنڈ آڈٹ کی جانب سے کیا گیا مگر آڈٹ رپورٹس یونین کونسل کو فراہم نہ کی گئی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کا جواب سوال کے مطابق نہیں ہے۔ پانچ سال کی آڈٹ رپورٹس مانگی گئی ہیں یا تو یہ کہیں کہ ہمارے پاس نہیں ہیں اگر ہیں تو وہ ایوان کو فراہم کریں۔ پانچ سال کا ذکر ہے اور انہوں نے ایک سال کی بات کر کے ختم کر دی ہے۔

جناب سپیکر! دوسرے حصے کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ آڈٹ لوکل فنڈ نے کیا ہے۔ ہم نے تو نہیں پوچھا کہ کس نے کیا ہے؟ جس نے بھی کیا ہے اس کی کاپیاں ایوان میں فراہم کریں اگر فراہم نہیں کر سکتے تو جواب دے دیں کہ ہم نے فراہم نہیں کرنی اور ایوان کو نہیں بتانا کہ اس کے اندر کیا کچھ چھپا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!
وزیر کالونی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یونین کونسل کی آڈٹ رپورٹس کا انہوں نے کہا ہے تو اس کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے انہوں نے پچھلے پانچ سالوں کی آڈٹ رپورٹس کے متعلق بات کی تھی دونوں یونین کونسل نمبر45,46 کا آڈٹ کیا گیا ہے لیکن ان کی رپورٹس ابھی تک مکمل نہیں ہیں اس لئے یہ provide نہیں کی جا سکتیں ہیں۔
جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ کس کی ذمہ داری ہے؟
وزیر کالونی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! چونکہ تمام محکمہ جات کے آڈٹ کئے جاتے ہیں ان یونین کونسل کا آڈٹ ہو گیا ہے صرف رپورٹ مرتب کرنا باقی ہے انشاء اللہ وہ ہم جلد مرتب کرا کر ایوان میں پیش کر دیں گے۔
جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ اس کو تسلیم کریں کہ ہم رپورٹ provide نہیں کر سکے۔ جب تک رپورٹ فائنل نہ ہو اس وقت تک وہ آڈٹ نہیں کہلاتا، آڈٹ تب ہی کہلاتا ہے جب اس کی رپورٹ آ جاتی ہے۔
جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ سوال 20۔ اگست 2013 کا ہے اس کو دو سال ہو گئے ہیں اور ابھی تک اس کی رپورٹ نہیں آ سکی۔
وزیر کالونی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیں ہم اس کی آڈٹ رپورٹ provide کر دیں گے۔
جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کو دیکھیں اور اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر1960 بھی مہر خالد محمود سرگانہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر1961 سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر1996 جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر2011 جناب جمیل حسن خان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ فوزیہ ایوب قریشی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! سوال نمبر 2027 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور: پی پی۔271 میں لگائے گئے واٹر فلٹریشن پلانٹس کی تفصیلات

*2027: **محترمہ فوزیہ ایوب قریشی**: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔271 بہاولپور میں کل کتنے واٹر سپلائی کے پلانٹس کام کر رہے ہیں؟

(ب) کتنے بند پڑے ہیں اور کتنے خراب ہیں ان کو کب ٹھیک کروایا جائے گا؟

(ج) مذکورہ حلقہ میں کتنے ایسے علاقے ہیں جن میں ابھی تک واٹر فلٹریشن پلانٹ نہیں لگائے گئے، حکومت کب تک ان علاقوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگا دے گی؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) پی پی۔271 میں صرف ایک واٹر فلٹریشن پلانٹ اسلامی کالونی میں نصب شدہ ہے۔

(ب) ایک ہی واٹر فلٹریشن پلانٹ ہے جو درست حالت میں کام کر رہا ہے۔

(ج) پی پی۔271 کے مندرجہ ذیل علاقوں میں فلٹریشن پلانٹ نہ لگائے گئے ہیں:

1۔	شاہدرہ پارک	2۔	حبیب کالونی
3۔	اسلام پورہ	4۔	رحمت کالونی
5۔	اسلام کالونی	6۔	ماڈل ٹاؤن
7۔	ماڈل بازار		

تاہم مذکورہ جگہوں کا سروے جاری ہے اور 30۔جون 2015 تک فلٹریشن پلانٹس لگا دیئے جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 2054 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2074 بھی محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار شہاب الدین خان صاحب کا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! آخر میرا سوال بھی آگیا ہے بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 2086 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لیہ: شہر کے وسط میں جوہڑ کو ختم کرنے کا مسئلہ

*2086: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ ضلع لیہ میں شہر کے وسط میں ایک جوہڑ بنا ہوا ہے 8/7 ایکڑ کا یہ جوہڑ لیہ شہر کے شہریوں میں متعدد موذی امراض کے پھیلانے کا سبب بن رہا ہے، کیا حکومت اس کو فوری ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

سردار شہاب الدین خان ایم پی اے کے گھر کے سامنے ریلوے ٹریک کے ساتھ ریلوے کی ملکیتی زمین موجود ہے جو کہ ریلوے کالونی کے ساتھ ملحق ہے ریلوے کالونی کا استعمال شدہ پانی اس خالی جگہ میں جمع ہوتا رہتا ہے جس سے دو چھوٹے جوہڑ بنے ہوئے ہیں جن میں سے ہر ایک کا رقبہ چالیس مرلہ ہے۔ اس میں محلہ جہان شاہ کی ایک نالی بھی شامل ہے جس کا رخ بدلنے کے لئے ٹی ایم اے نے ایک منصوبہ تعمیر و بحالی RCC سیور پائپ لائن و نالی محلہ جہان شاہ مالیتی۔/833000 روپے منظور کیا ہے ٹینڈر پراسس مکمل ہونے کے بعد کام کرایا جائے گا تاہم اس جوہڑ میں زیادہ تر پانی ریلوے کالونی ہی کا ہے ریلوے انتظامیہ سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ کالونی کے گندے پانی کے لئے سکیم تیار کرے چونکہ ٹی ایم اے کی ذمہ داری نہ ہے کہ وہ ریلوے کالونی کے لئے کوئی سکیم بنا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں زیادہ بحث میں نہیں جانا چاہتا۔ یہ میرا سوال oath لینے کے بعد کا تھا اور اس وقت گورنمنٹ آف پنجاب ہو یا گورنمنٹ آف پاکستان ہو۔ دونوں حکومتیں پاکستان

مسلم لیگ (ن) کی ہیں اور ہمیں یہ بتا دیا جاتا ہے کہ ریلوے سے این او سی نہیں مل رہا۔ اب تک تین ڈی سی اوز تبدیل ہو چکے ہیں،اس جواب میں لکھا گیا ہے کہ وہاں میرا گھر ہے حالانکہ اس میں میرا گھر نہیں ہے، وہاں محلہ نہیں بلکہ ایک یونین کونسل موجود ہے اور آپ میرے گھر کو چھوڑیں لیکن لیہ سٹی جو کہ اہم سٹی ہے، میں آپ کے توسط سے منسٹر لوکل گورنمنٹ کو مبارکباد بھی دیتا ہوں کیونکہ ان کو ابھی محکمہ ملا ہے اور ان سے گزارش ہے کہ پہلے منسٹر صاحبان نے تو یہاں کچھ نہیں کیا اگر معزز وزیر کچھ کر سکیں تو بہتر ہوگا کیونکہ مچھروں کا موسم ہے اور گرمیاں آ رہی ہیں۔ پچھلے سال بھی وہاں ڈینگی سے دو اموات ہوئی ہیں، میں یہ on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ اگر کوئی تدارک نہ کیا گیا تو وہاں جانی نقصان کا اندیشہ ہے۔ میں آپ کے توسط سے معزز وزیر لوکل گورنمنٹ سے گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے اس علاقے کا visit کریں۔ یہ جو نوکر شاہی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ مہربانی کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آپ میری بات سنیں، یہ انسانی زندگیوں کا مسئلہ ہے۔ میں عرض کروں گا کہ یہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ اس میں ہمارے خادم اعلیٰ، معزز وزیر اعلیٰ کہتے ہیں کہ ڈینگی مکاؤ اور اس کے اشتہارات بھی چلتے ہیں لیکن لیہ شہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے وسط میں چار سے پانچ ایکڑ پر مشتمل پانی کا جوہڑ ہے۔ میں اس ایوان میں دو سال سے چلا رہا ہوں، میں سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کا احترام کرتا ہوں ان کو یہ یاد نہیں آیا؟ میں نے پچھلے سیشن میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تھی کہ کوٹ سلطان کے ایک جوہڑ میں ایک بچے کی موت ہوئی تھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دوں گا۔۔۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ Question Hour کے بعد بات کر لیں۔ اگر آپ کا اس سوال سے متعلقہ ضمنی سوال ہے تو کر لیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کر رہا ہوں۔ یہ منسٹر صاحب نئے بنے ہیں ان کو پتا نہیں ہوگا۔ اس کا جواب میرا خیال ہے کہ گوندل صاحب ہی دے دیں گے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ یہ کیا بات ہوئی؟ جی، محترم منسٹر! آپ کوئی جواب دیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے تو سردار صاحب کی باتوں کا جواب نہیں دینا چاہوں گا کیونکہ انہوں نے کوئی سوال ہی نہیں کیا۔ انہوں نے جو کہا ہے اس کا جواب لکھا ہوا ہے کہ وہ جوہڑ ریلوے لائن پر بنا ہوا ہے۔ انہوں نے خود ہی فرمادیا ہے کہ تین ڈی سی اوز بدل گئے مگر انہوں نے این او سی نہیں لیا۔ یہ اپنے good officesاستعمال کریں اور میں ان کے ساتھ چلا جاؤں گا۔ اگر ریلوے والوں سے این او سی ملے گا تو اس وقت ریلوے لائن پر کام ہو سکتا ہے ورنہ ریلوے کی لائن پر تحصیل ایڈمنسٹریشن کام نہیں کر سکتی۔

جناب قائم مقام سپیکر:سردار صاحب! محترم منسٹر جائز بات کر رہے ہیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر! انشاءاللہ آئندہ ہم اس کوresolveکرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر:سردار صاحب!اس کوresolveکرنے کی پوری کوشش کریں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر! میںpersonallyاس کوtake upکروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی، بہت شکریہ

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے کہ ایم پی اے موصوف کا گھر ہے۔ میرا کوئی گھر نہیں ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:نہیں، آپ کا گھر نہیں ہو گا۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!kindlyمجھے معزز منسٹر سے گزارش کرنے دیں کہ اس معاملے کو دو سال ہو گئے ہیں اور میں چلا رہا ہوں کہ اس پر کام کیوں نہیں ہو رہا؟ یہ سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ ریلوے کالونی کا پانی ہے، یہاں غلط بیانی کی گئی ہے۔ اس ریلوے روڈ پر تین کارخانے ہیں، ایک تو مجھے یہ کہنے کے لئے شرم محسوس ہوتی ہے کہ ٹی ایم اے اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کہاں رہی ہے جب ایکٹ2013ہم نے پاس کر دیا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:سردار صاحب!آپ کہاں چلے جاتے ہیں؟آپ سوال کے متعلق بات کریں اور مجھے آگے چلنے دیں۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ یہ جواب غلط ہے تو میں ان سے پوچھتا ہوں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! جی، ہاں! کیا یہاں ریلوے کالونی کا پانی نہیں آتا، کیا وہاں تین کارخانے نہیں ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! وہ پلاٹ کس کا ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! وہ پی ایم ایل (ن) کے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پی ایم ایل (ن) کا کہاں سے ذکر آ گیا؟ وہ ریلوے کا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: سردار صاحب! اس کو کوئی چھیڑ نہیں سکتا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کمال ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اگر ان کا پانی بند نہیں ہو سکتا اور پراپر سیوریج میں نہیں جا سکتا تو یہ جوہڑ کیوں بنا؟

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! یہ تو منسٹر نے بات کی ہے کہ وہ اس کو take up کرتے ہیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں اس میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ ہمارا جواب بالکل درست ہے اور یہ سوال ہی غلط ہے۔ یہ سوال ریلوے کے متعلقہ ہے۔۔۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! مجھے یہ گزارش کر لینے دیں اس کے بعد وہ ضرور بات کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! انہوں نے آپ کی بات سنی ہے اب آپ ان کی بات سنیں۔ اگر آپ ان کی بات نہیں سنیں گے تو بحث چلتی رہے گی۔ اس کا کوئی حل نکالیں گے۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! سردار صاحب سے کہیں کہ حوصلے سے میری بات سنیں۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کر رہا، یہ اس کو personally لے رہے ہیں۔ انہوں کہا ہے کہ ان کا گھر نہیں ہے اور ہم ان کی بات مان لیتے ہیں کہ ان کا گھر وہاں نہیں ہو گا، ان کا شاید کوئی ڈیرہ ہو گا یا ان کے کسی جاننے والے کا ڈیرہ ہو گا۔ میں صرف گزارش یہ کر رہا ہوں کہ ہم اس کو ترجیحی بنیادوں پر take up کریں گے کیونکہ اس کے جواب کے اندر ایک

معزز ایم پی اے کا بھی ذکر ہے۔اگر ان کا وہاں پر کوئی genuine problem ہے تو انشاء اللہ اس کو resolve کرنے کے لئے حکومت اپنی پوری ذمہ داری نبھائے گی۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:سردار صاحب!آپ تشریف رکھیں۔اس پر بہت بات ہو گئی ہے۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!میری بات سنیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:سردار صاحب!اب آپ نے اسی بات پر لگے رہنا ہے۔وہ آپ کو گارنٹی کر رہے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے کہ یہ کوئی متعلقہ سوال نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،اگر متعلقہ سوال نہ ہوتا تو ادھر نہ آتا۔

سردار شہاب الدین خان:سردار صاحب!میری بات سنیں۔اگر وہاں ریلوے کی زمین ہے اور لوکل گورنمنٹ منسٹر غلط جواب دے،میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ اگر وہاں سیوریج بچھادی جاتی تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:سردار صاحب!ریلوے اس چیز کا NOC نہیں دے رہا۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!اگر ریلوے NOC نہیں دے رہا تو پھر بھی پی ایم ایل(ن)کی گورنمنٹ ہے،اگر وہ اجازت نہ بھی دے تو پھر بھی وہاں پوری سیوریج لائن بچھ سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:سردار صاحب!اب محترم منسٹر گارنٹی کر رہے ہیں کہ وہ اس معاملے کو resolve کریں گے تو میرے خیال میں آپ کو ان کی بات مان لینی چاہئے۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!جی،ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:بہت شکریہ۔اگلا سوال نمبر2114جناب محمد عارف خان سندھیلہ صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر2115بھی جناب محمد عارف خان سندھیلہ صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر2127جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر2142چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر2164میاں طاہر

صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، تمام سوالات مکمل ہو گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ملتان: پی پی۔194 میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت اور مکمل کرنے کی تفصیلات

*307: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔194 ملتان میں حکومت نے 12-2011 کے دوران کتنی رقم سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر خرچ کی ہے؟

(ب) ان سڑکوں کے نام، تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) کون کون سی سڑکیں مکمل ہو چکی ہیں اور کن سڑکوں پر کام جاری ہے؟

(د) ان سڑکوں میں سے جو سڑکیں ابھی تک مکمل نہیں ہوئیں ان کو کب تک مکمل کر دیا جائے گا؟

(ہ) ان سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا ٹھیکہ کن پارٹیوں کو دیا گیا ہے ان کے نام اور پتا جات بتائیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) پی پی۔194 ملتان میں سال 12-2011 کے دوران سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر مبلغ 15.500 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ب) پی پی۔194 ملتان میں سال 12-2011 کے دوران جن سڑکوں کی تعمیر و مرمت ہوئی ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام سڑکوں پر کام مکمل ہو چکا ہے۔

(د) کوئی بھی سڑک نامکمل نہ ہے۔

(ہ) ان سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا ٹھیکہ جن پارٹیوں کو دیا گیا تھا ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملتان: مکمل و نامکمل نالیوں، پلیوں اور سولنگ کی تفصیلات

*308:جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔194 ملتان 12۔2011 اور 13۔2012 کے دوران کتنی نالیوں، پلیوں اور سولنگ کا کام شروع کیا گیا، ان میں سے کتنی مکمل ہو چکی ہیں اور کتنی نالیوں، پلیوں اور سولنگ کا کام ابھی تک بقایا ہے یہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

(ب) یہ کام کن کن سرکاری افسران / اہلکاران کی زیر نگرانی کیا گیا، ان کے نام و عہدہ سے آگاہ کریں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) پی پی۔194 ٹی ایم اے شاہ رکن عالم اور بوسن ٹاؤنز کی حدود میں واقع ہے سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے دوران ٹی ایم اے شاہ رکن عالم ٹاؤن نے بارہ عدد منصوبہ جات اور ٹی ایم اے بوسن ٹاؤن نے 69 منصوبہ جات برائے نالیوں، پلیوں، سولنگ کا کام شروع کیا جو کہ تمام مکمل ہو چکے ہیں۔

(ب) مندرجہ بالا کاموں کی تفصیلات و افسران / اہلکاران کے نام و عہدہ جن کی زیر نگرانی کام مکمل ہوئے تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملتان: ضلعی حکومت کا بجٹ و آمدن کی تفصیلات

*309:جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلعی حکومت ملتان کا سال 11۔2010 اور 12۔2011 کا کل بجٹ سال وار آگاہ کریں، کتنی آمدن ضلع ھذا کو ان سالوں کے دوران کس کس مد سے ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کن کن مدات میں خرچ کی گئی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) ان سالوں کے دوران اس ضلع کی یو سیز کو کس کس مد کے لئے کتنی کتنی رقم فراہم کی گئی، تفصیل یونین کونسلز وار اور سال وار فراہم کریں؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) ضلعی حکومت ملتان کا سال 11-2010اور 12-2011 کا کل بجٹ سال وار اور مختلف مدات میں آمدن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	سال	Opening Balance	گرانٹ از صوبائی حکومت	OSR (لوکل آمدن)	کل آمدن	خرچ
1	2010-11	1134.000	6440.582	201.000	7775.582	7104.704
2	2011-12	1316.766	6821.404	277.071	8415.241	7422.009

صوبائی حکومت سے موصولہ گرانٹ کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	مدات	سال2010-11	سال2011-12
1	PFCایوارڈ	5228.730	6200.235
2	ٹائیڈ گرانٹ	800.000	209.317
3	CDGشیئر	411.582	411.852
	میزان	6440.582	6821.404

لوکل آمدن (OSR) کی سال وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سالوں کے دوران رقم مندرجہ ذیل مدات میں خرچ کی گئی۔

نمبر شمار	مدات	سال2010-11	سال2011-12
1	تنخواہ	4971.582	5704.956
2	غیر ترقیاتی اخراجات	543.610	593.362
3	ترقیاتی اخراجات	908.705	522.980

(ج) ضلعی حکومت ملتان کو فراہم کی گئی رقم یوسیز وار اور سال وار اور مد وار کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	سال	تعداد یوسی	سالانہ رقم	مد	ماہانہ رقم فی یوسی	ہیڈ آف اکاؤنٹ
1	2010-11	129	170.792	تنخواہ / غیر ترقیاتی	110331/-	یونین ایڈمنسٹریشن AO5207
2	2011-12	129	168.108	تنخواہ / غیر ترقیاتی	108536/-	یونین ایڈمنسٹریشن AO5207

سالانہ رقم کی یونین کونسلز وار تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جہلم: مفاد عامہ کے خلاف زبردستی گلی بند کرنے والے اہلکاران کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*313: **جناب ظہیر الدین خان علیزئی:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بحکم ڈی سی او جہلم مورخہ 24۔جنوری2012 کو ٹی ایم اے جہلم کے اہلکار E/I نے طارق آباد داخلی چٹن رہتاس روڈ جہلم میں واقع پانچ مرلہ کالونی (بھٹو سکیم) کی گلی زبردستی بند کی گئی، گلی کا ذاتی طور پر معائنہ کیا اور ٹی او آر کو رپورٹ دی کہ گلی بند کرنے کی شکایت درست ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمانہ کارروائی کے بعد مورخہ 15۔فروری2012 کو بحکم ٹی او آر جہلم مذکورہ دیوار گرا کر راستہ کھول دیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اہل محلہ نے اسی رات ایک دفعہ پھر دیوار بنا کر راستہ بند کر دیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ گلی بند کرنے کی اطلاع پر محکمہ نے تاحال کوئی کارروائی نہ کی ہے؟

(ہ) کیا حکومت مفاد عامہ کے تحت راستہ کو دوبارہ بند کر کے حکومتی رٹ کو چیلنج کرنے والے افراد کے خلاف کارروائی کرنے اور بند راستہ کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) درست ہے کہ انکروچمنٹ انسپکٹر نے احکام بالا کے حکم پر موقع ملاحظہ کیا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست ہے۔

(ہ) گلی دوبارہ کھول دی گئی ہے اور ذمہ داران کے خلاف FIR نمبر 449 مورخہ 13-09-26 کو درج کروادی گئی ہے۔

ضلع جہلم: موضع نوگراں میں گلیوں اور نالیوں کے پختہ کرنے کے منصوبہ جات کی تفصیلات

*1215: **محترمہ راحیلہ انور:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل و ضلع جہلم کے گاؤں موضع نوگراں میں اپریل2008 تا مارچ2013 گلیاں اور نالیاں پختہ کرنے کے کل کتنے منصوبہ جات منظور ہو کر مکمل ہوئے نیز ہر ایک منصوبہ میں پختہ کی گئی ہر گلی کی نشاندہی فرمائیں؟

(ب) مذکورہ ہر ایک منصوبہ کتنی مالیت کا تھا، ہر ایک منصوبہ کی اسٹیمیٹ کی کاپی فراہم کریں نیز ہر ایک منصوبہ میں پختہ کی گئی گلی اور نالیوں کی لمبائی اور چوڑائی علیٰحدہ علیٰحدہ بیان فرمائیں؟

(ج) مذکورہ ہر ایک منصوبہ کے ٹھیکیدار کا نام و پتا نیز ہر ایک منصوبہ کے آغاز و تکمیل کی تاریخیں علیٰحدہ علیٰحدہ بیان فرمائیں؟

(د) مذکورہ ہر ایک منصوبہ کے تکمیل پر ٹھیکیدار کو ادائیگی سے پہلے محکمہ کے جس جس اہلکار نے اسٹیمیٹ کے مطابق کام تسلی بخش مکمل ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کیا، ان کے نام و عہدہ سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) موضع نوگراں میں اپریل2008 تا مارچ2013 ٹی ایم اے جہلم نے گلیاں اور نالیاں پختہ کرنے کے تین منصوبہ جات مکمل کئے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

سیریل نمبر	نام منصوبہ		پختہ کی گئی گلیوں کی تفصیل
1	تعمیر گلی و نالی موضع نوگراں امجد کیانی	(1)	چودھری اسماعیل ہاؤس تا لیاقت ہاؤس
		(2)	صوبیدار الطاف تا چودھری لیاقت ہاؤس
		(3)	اللہ دتہ ہاؤس تا مین گلی
		(4)	گلی راجہ امجد والی
2	تعمیر گلی و نالی موضع نوگراں	(1)	محبوب احمد ہاؤس والی گلی
		(2)	راجہ بشارت لمبردار والی گلی
		(3)	مسجد والی گلی
		(4)	فاروق والی گلی
		(5)	لیڈی کونسلر والی گلی مین گلی
		(6)	ملحقہ لنک گلی
3	تعمیر گلی و نالی موضع نوگراں	(1)	مین سٹریٹ مسجد والی

(ب) پختہ کی گئی گلی اور نالیوں کی لاگت درج ذیل ہے:

سیریل نمبر	نام گلی	لاگت
1	تعمیر گلی و نالی موضع نوگراں امجد کیانی	8لاکھ
2	تعمیر گلیاں و نالیاں موضع نوگراں	14لاکھ
3	تعمیر گلی و نالی موضع نوگراں	5لاکھ

(ہر منصوبہ میں گلیوں و نالیوں کی تفصیل کے لئے جملہ اسٹیمیٹ
تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں)

(ج) منصوبہ کے ٹھیکیداران کے نام و پتا اور ہر ایک منصوبے کی آغاز و تکمیل کی تاریخ درج ذیل ہے:

سیریل نمبر	نام گلی	نام و پتا ٹھیکیدار	کام شروع کرنے کی تاریخ	کام مکمل کرنے کی تاریخ
1	تعمیر گلی و نالی موضع نوگراں امجد کیانی	قیصر عزیز پتا، ٹی ایم اے، جہلم	21-06-2010	12-07-2010
2	تعمیر گلیاں و نالیاں موضع نوگراں	قیصر عزیز، ٹی ایم اے، جہلم	20-09-2010	08-12-2010
3	تعمیر گلی و نالی موضع نوگراں	قاسم رضا، ٹی ایم اے	13-02-2013	04-04-2013

(د) محکمہ کے متعلقہ اہلکاران کے نام و عہدہ درج ذیل ہیں:

سیریل نمبر	نام گلی	نام و عہدہ
1	تعمیر گلی و نالی موضع نوگراں امجد کیانی	1) ریاض احمد، سب انجینئر/ATO(I&S) ٹی ایم اے، جہلم 2) صفدر اللہ وڑائچ، TO(I&S) ٹی ایم اے، جہلم
2	تعمیر PCC گلی و نالی موضع نوگراں	1) راحیل کیانی سب انجینئر ٹی ایم اے، جہلم 2) ملک شکیل انجم اعوان ATO(I&S) ٹی ایم اے، جہلم 3) صفدر اللہ وڑائچ TO(I&S) ٹی ایم اے، جہلم
3	تعمیر گلی و نالی موضع نوگراں	1) راحیل کیانی سب انجینئر ٹی ایم اے، جہلم 2) ریاض احمد، سب انجینئر/ATO(I&S) ٹی ایم اے، جہلم 3) عشرت اللہ خان، TO(I&S) ٹی ایم اے، جہلم

ملتان شہر: ٹرانسپورٹ کمپنیوں کو فراہم کئے گئے اڈے و دیگر تفصیلات

*433: جناب **ظہیر الدین خان علیزئی**: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان شہر میں کس کس ٹرانسپورٹ کمپنی کے مالکان کو اڈے فراہم کئے گئے ہیں، مالکان کے نام مکمل تفصیل کے ساتھ فراہم کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے بغیر کسی criteria کے پرائیویٹ مالکان کو اڈے دیئے ہوئے ہیں؟

(ج) محکمہ ان اڈوں سے ٹیکس کی وصولی کس حساب سے کرتا ہے؟

(د) ان اڈوں پر دوسرے شہروں کو جانے والی بسیں کتنی تعداد میں چل رہی ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) زیر قاعدہ253اور253۔A موٹر وہیکل رولز مجریہ 1969 کے تحت پرائیویٹ مالکان کو ڈی کلاس سٹینڈ لائسنس کی اجازت ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی دیتی ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام مالک	کمپنی سٹینڈ	کیفیت
1	ملک زوار حسین	حسنین ٹریول سروس بہاولپور روڈ ملتان	زیر تعمیر
2	چودھری ارشاد حسین	مدینہ ٹریول سروس وہاڑی چوک ملتان	25بس +25 کوسٹر
3	چودھری بشیر احمد	یٰسین ٹریول سروس وہاڑی چوک ملتان	20بس
4	شیخ نواز اکرم	نواز اکرم ٹریول سروس قذافی چوک ملتان	30بس
5	واصف زمان	رہبر ٹریول سروس خانیوال روڈ ملتان	20بس
6		ڈائیو وایکسپریس خانیوال روڈ ملتان	30بس
7	چودھری محمد شہباز	الشہباز ٹریول سروس ڈیرہ اڈا ملتان	75ویگن
8	ملک محمد یوسف	العباس ٹریول سروس ڈیرہ اڈا ملتان	40ویگن
9	شیخ محمد اکرم	شالیمار ٹریول سروس ڈیرہ اڈا ملتان	50ویگن

(ب) درست نہ ہے زیر قاعدہ253اور253۔A موٹر وہیکل رولز مجریہ 1969 کے تحت criterion مقرر ہے جس کے تحت جگہ، پارکنگ، انتظار گاہ زنانہ / مردانہ، لیٹرین شیڈ، بکنگ آفس، مسافروں کے لئے پانی وغیرہ کا انتظام ہونا ضروری ہے۔

(ج) یہ کہ قاعدہ 253(5) کے تحت DRTA سی کلاس جنرل بس سٹینڈ کے لئے اڈا فیس مقرر کرتی ہے جو کہ متعلقہ ٹی ایم اے یا سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ وصول کرتی ہے پرائیویٹ آپریٹرز ڈی کلاس سٹینڈ نئے لائسنس کے اجراء کے لئے پچاس ہزار روپے فیس ادا کرتے ہیں اور سالانہ رینیول فیس مبلغ پچیس ہزار روپے وصول کی جاتی ہے۔

(د) ان اڈوں سے چلنے والی بسوں کی تعداد 95 اور ویگنوں کی تعداد 245 ہے۔

فیصل آباد: پی پی۔69 میں یوسیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1276: میاں طاہر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:—

(الف) پی پی۔69 فیصل آباد میں کتنی یوسیز ہیں ان کے نمبرز اور نام کیا ہیں؟

(ب) کیا ہر یوسی میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگے ہوئے ہیں جن میں یہ پلانٹ نہیں ہیں اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) ہر پلانٹ کا تخمینہ لاگت اور یہ کب لگائے گئے تھے؟

(د) اس وقت کون کون سا پلانٹ کس کس بناء پر کب سے بند ہے اور اس کو چالو نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ اس حلقہ کی آبادی کے مطابق یہ پلانٹ ناکافی ہیں؟

(و) حکومت اس حلقہ میں مزید کتنے پلانٹ کب تک لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) پی پی-69 فیصل آباد میں 12 یو سیز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	یو سی نمبر	نام
1	238	محلہ الٰہی آباد سٹی فیصل آباد
2	241	پیپلز کالونی نمبر 02 فیصل آباد
3	242	سرفراز کالونی فیصل آباد
4	243	علامہ اقبال کالونی فیصل آباد
5	244	علامہ اقبال کالونی علی پارک
6	245	ذوالفقار کالونی فیصل آباد
7	249	ساہیوال وال RB/225 فیصل آباد
8	250	محلہ فاروق آباد سمندری روڈ فیصل آباد
9	251	شالامار پارک
10	252	آبادی وزیر خان والی
11	253	ڈی ٹائپ کالونی فیصل آباد
12	254	سندھو ٹاؤن نزد کوکا کولا فیکٹری

(ب) پی پی-69 کی یونین کونسل نمبر 252 اور یونین کونسل نمبر 253 میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگے ہوئے ہیں جبکہ بقیہ یو سیز میں گورنمنٹ کی طرف سے فنڈز نہ ملنے کی بناء پر واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نہ لگے ہیں۔

(ج) ہر پلانٹ کا تخمینہ لاگت مبلغ -/40,00,000 روپے ہے جس میں سول ورک، فاؤنڈیشن، کمرہ، سیوریج وغیرہ شامل ہیں۔ مذکورہ پلانٹ مالی سال 12-2011 میں لگائے گئے تھے۔

(د) حلقہ پی پی-69 میں صرف دو واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ ہیں جو کہ چالو حالت میں ہیں۔

(ہ) درست ہے مذکورہ آبادی کے لحاظ سے ناکافی ہیں۔

(و) اس پر کام ہو رہا ہے کوشش ہے کہ جلدی لگا دیئے جائیں گے۔

لاہور:راجگڑھ میں صفائی کی ابتر صورتحال کی تفصیلات

*1343:جناب جاوید اختر:کیاوزیر لوکل گورنمنٹ وکمیو نٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راج گڑھ لاہور کے علاقہ میں صفائی کے لئے کتنے اہلکاران کام کررہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقہ میں جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اوران کو اٹھانے والا کوئی نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار "نوائے وقت"کی خبر مورخہ 13-07-09 کے مطابق مذکورہ علاقہ کی گلی نمبر 80اور مین بازار راج گڑھ میں صفائی نہ ہونے کی وجہ سے تعفن پھیل رہاہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ علاقہ میں صفائی کے نظام کو بہتر کرنے کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی ومعدنیات/لوکل گورنمنٹ وکمیو نٹی ڈویلپمنٹ(جناب شیر علی خان):

(الف) راج گڑھ کا علاقہ جو کہ داتا گنج بخش ٹاؤن زون نمبر16 میں ہے تین یونین کونسلز سے منسلک ہے اس میں30 سینٹری ورکرز اپنی اپنی بیٹس میں ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔مذکورہ علاقہ میں صفائی کا کام روزانہ کی بنیاد پر بخوبی سرانجام دیا جارہاہے۔ کسی قسم کے گندگی کے ڈھیر نہ لگنے دیئے جاتے ہیں اور صفائی سے متعلق کسی بھی قسم کی شکایت کا فوری ازالہ کیاجاتاہے۔اہلیان علاقہ صفائی کی صورتحال پر مطمئن ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔بحوالہ مذکورہ خبر اشاعت"روزنامہ نوائے وقت"مورخہ13۔07۔09 بذریعہ خصوصی صفائی مہم گلی نمبر 80اور مین بازار راج گڑھ سے گندگی کے ڈھیر تلف کر دیئے گئے ہیں جس کی تصاویر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حکومت پنجاب نے صفائی کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ہے اور مزید برآں LWMCکے تعاون سے ترک کمپنی Ozpakاور Albayrak متعارف کروائی ہیں جو کہ پورے لاہور میں اپنا کام احسن طریق کار سے عالمی معیار کو مد نظر رکھتے ہوئے بخوبی سرانجام دے رہی ہیں جس کا ثبوت عیدالاضحیٰ2013ہے جس موقع پر مذکورہ بالا کمپنیوں کے تعاون سے صفائی کے پچھلے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے ہیں۔

گوجرانوالہ: سڑکوں کی مرمت کی تفصیلات

*1468: جناب جاوید اختر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار "جنگ" کی خبر مورخہ 13-07-16 کے مطابق گوجرانوالہ کمشنر روڈ، بخاری روڈ نزد پاسپورٹ آفس والی سڑکیں جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سڑکوں کی ٹوٹ پھوٹ کے باعث یہاں پر سیوریج و بارش کا پانی کھڑا رہتا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ سڑکوں کو فوری طور پر ٹھیک کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ کمشنر روڈ، بخاری روڈ، نزد پاسپورٹ آفس والی سڑکیں جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کیونکہ مین ہولوں کا لیول اونچا ہے اور سڑک کا لیول نیچا ہے جس کی وجہ سے پانی مین ہولوں میں نہ گیا اور سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی۔

(ج) ڈسٹرکٹ روڈز کے محکمہ نے کمشنر روڈ پر کنکریٹنگ کا تخمینہ لاگت دے دیا ہے اور اس کی منظوری جلد ہونے کی توقع ہے جونہی اس کی منظوری ہوئی اور فنڈ دستیاب ہو گئے تو کمشنر روڈ پر کنکریٹ کر دی جائے گی۔ بخاری روڈ محکمہ پی ڈبلیو ڈی نے تعمیر کی ہے اور اس کے بعد سیوریج ڈالنے کی وجہ سے سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی تاہم ایم ڈی واسا گوجرانوالہ کو سڑک ہذا کی مرمت کے لئے مراسلہ ارسال کر دیا ہے۔

ضلع اوکاڑہ: حویلی لکھا شہر کی سڑکوں کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*1547: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میونسپل ٹاؤن حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ نے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران شہر کی کتنی نئی سڑکوں کی تعمیر کی اور ان پر کتنے کتنے اخراجات ہوئے سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران شہر کی کتنی سڑکوں کی مرمت وپیچ ورک کیا گیا اوران پر کتنے کتنے اخراجات ہوئے سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) ان سڑکوں کی تعمیر و مرمت کی نگرانی کن کن افسران و اہلکاران نے کی اور اس کی فائنل انسپکشن کون کون سی اتھارٹیز نے کی،ان کے نام،عہدہ و گریڈ سے آگاہ کریں؟

(د) کیا مذکورہ میونسپل ٹاؤن نے گزشتہ پانچ سالوں کا آڈٹ کروایا یہ آڈٹ کن کن افسران نے کیا اور آڈٹ افسران نے کون کون سے آڈٹ اعتراضات اٹھائے۔کیا ان بے قاعدگیوں کے ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے۔اگر ہاں تو ان سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ہ) اگر ان سالوں میں آڈٹ نہیں کروایا گیا تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) حویلی لکھا شہر ضلع اوکاڑہ میں درج ذیل سڑک کی تعمیر کا کام لوکل گورنمنٹ اوکاڑہ نے 2012-13 میں کرایا ہے تعمیر پختہ سڑک از منور شہید چوک تا پل راجباہ شکور آباد حویلی لکھا جس پر 2.000 ملین لاگت آئی۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران سڑکوں کی مرمت وپیچ ورک کا کوئی کام نہ کیا گیا۔

(ج) مذکورہ بالا سڑک کی تعمیر و مرمت کی نگرانی اور اس کی فائنل انسپکشن مندرجہ ذیل افسران نے کی۔

(1) ادریس احمد بودلہ،ایکسئین(BS.18)

(2) محمد اشفاق،اسسٹنٹ انجینئر(BS.17)

(3) محمد اسلم سب انجینئر(BS.11)

(د) دفتر ہذا کا آڈٹ سالانہ بنیاد پر آڈیٹر جنرل آڈٹ ڈیپارٹمنٹ باقاعدگی سے کرتا ہے اور سڑک مذکورہ کے متعلقہ کوئی آڈٹ اعتراض نہ اٹھایا گیا ہے۔

(ہ) ایضاً

ضلع اوکاڑہ: کمرشلائزیشن فیس کی وصولی ودیگر تفصیلات

*1550: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میونسپل ٹاؤن حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ نے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کتنی کتنی کمرشلائزیشن فیس کن کن سے وصول کی، اس کی سال وار تفصیل سے آگاہ کریں۔

(ب) اس فیس کی وصولی کے لئے کتنے انسپکٹرز کام کر رہے ہیں، کیا فیس کی وصولی میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران بتدریج اضافہ ہوا یا کمی، اگر کمی ہوئی تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں۔

(ج) اس ٹاؤن میں سینٹری انسپکٹر کون ہے، اس کا نام اور وہ کتنے عرصہ سے اس جگہ پر تعینات ہے؟

(د) قواعد کے مطابق مذکورہ سینٹری انسپکٹر کتنے عرصہ تک ایک جگہ پر تعینات رہ سکتا ہے؟

(ہ) سینٹری انسپکٹر کے ماتحت صفائی کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں اور ان میں کتنے ملازمین افسران کے گھروں میں کام کر رہے ہیں؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ پورے شہر میں جگہ جگہ گلی گلی گندگی کے ڈھیر پڑے رہتے ہیں لیکن ان کو اٹھانے والا کوئی نہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) ٹی ایم اے نے اس مد میں 4924371روپے وصول کئے ہیں جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس فیس کی وصولی کے لئے صرف ایک انسپکٹر کام کر رہا ہے فیس کی وصولی میں سالہا سال اضافہ ہوا ہے۔

(ج) سی او یونٹ حویلی لکھا میں ہدایت اللہ انجم بطور سینٹری انسپکٹر عرصہ چھ ماہ سے تعینات ہے۔

(د) لوکل گورنمنٹ قواعد کے تحت عرصہ تعیناتی کی کوئی قید نہ ہے۔

(ہ) سینٹری انسپکٹر کے ماتحت 90ملازمین شعبہ صفائی میں کام کر رہے ہیں کوئی بھی ملازم کسی افسر کے گھر کام نہ کر رہا ہے۔

(و) شہر میں روزانہ کی بنیاد پر صفائی کروائی جاتی ہے اور روزانہ ہی کوڑے کے ڈھیر اٹھائے جاتے ہیں۔

ضلع اوکاڑہ: ملازمین کی تعیناتی و کارکردگی کی تفصیلات

*1577: **جناب ظہیر الدین خان علیزئی:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میونسپل ٹاؤن حویلی لکھا اوکاڑہ میں چیف آفیسر کا نام کیا ہے اور وہ یہاں پر کب سے تعینات ہیں۔ان کو تعینات کرنے والی اتھارٹی کون ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چیف آفیسر میونسپل ٹاؤن حویلی لکھا اوکاڑہ عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں کیا یہ قواعد وضوابط کے برعکس نہ ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو ان کو حکومت یہاں سے فوری ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) مذکورہ ٹاؤن میں کتنے ملازمین کس کس گریڈ کے کب سے تعینات ہیں؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) میونسپل ٹاؤن (سی۔اویونٹ) حویلی لکھا میں چیف آفیسر کی اسامی اس وقت خالی ہے ایڈمنسٹریٹر/ڈی ایم اے دیپالپور نے مقامی / عارضی طور پر دفتری امور چلانے کے لئے ملک محمد ایوب، ریونیو آفیسر کو انتظامی امور دے رکھے ہیں ریگولر چیف آفیسر کی تعیناتی کی اتھارٹی سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے مورخہ 13۔09۔26 تک ریگولر چیف آفیسر مسٹر منیر احمد پراچہ تعینات رہے جبکہ ان کی یہاں پر تعیناتی کا عرصہ از مورخہ 13۔03۔01 تا 13۔09۔26 (6ماہ 25دن) ہے۔

(ج) میونسپل ٹاؤن (سی۔اویونٹ) حویلی لکھا جنرل برانچ میں ملازمین کی تعداد چھ ہے تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ان کی بھرتی مقامی ڈومیسائل کی بنیاد پر کی جاتی ہے لہٰذا ان کا تبادلہ مذکورہ میونسپل ٹاؤن میں ہی موجودہ سیٹ پر انتظامی طور پر ہی ہوتا ہے۔

لاہور: یوسی۔38 چیچاں والا سٹاپ تا بابا نواں والا چوک روڈ کی تعمیر کا معاملہ

*1604: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور یوسی۔38 چیچاں والا سٹاپ تا بابا نواں والا چوک سڑک کی کل لمبائی اور چوڑائی کتنی ہے؟

(ب) اس سڑک کی آخری مرتبہ کب تعمیر ومرمت کی گئی اور اس پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) مذکورہ سڑک کی تعمیر ومرمت کا ٹھیکہ کس کو دیا گیا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک اس وقت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟
(ہ) کیا حکومت اس کی تعمیر ومرمت کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) لاہور کی یونین کونسل نمبر 38 چیچاں والا سٹاپ تا بابا نواں والا چوک سڑک کی کل لمبائی 1740 فٹ ہے اور چوڑائی 40 فٹ ہے۔
(ب) اس سڑک کی آخری مرتبہ 10۔2009 میں مرمت کروائی گئی اور اس پر مبلغ۔/1150000 روپے خرچ ہوئے۔
(ج) مذکورہ سڑک کی تعمیر ومرمت کا ٹھیکہ اعجاز انجینئرنگ ورکس، پروپرائیٹر محمد اعجاز طارق ولد محمد اسحاق کو دیا گیا۔
(د) درست ہے۔
(ہ) جی ہاں! فنڈز کی دستیابی پر فوراً سڑک کی تعمیر ومرمت کروادی جائے گی۔

لاہور: یونین کونسل نمبر 37 محلہ آصف کالونی کے مین بازار کی سڑک کی تعمیر کا معاملہ

*1626: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔144 یونین کونسل نمبر 37 واہگہ ٹاؤن لاہور محلہ آصف کالونی کا مین بازار ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟
(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کی تعمیر ومرمت کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) درست ہے۔
(ب) مذکورہ سڑک میں سیوریج سسٹم واسا نے اور سوئی گیس کی پائپ لائن محکمہ نے بچھانی ہے جیسے ہی یہ محکمہ جات اپنے کام مکمل کرلیں گے تو سڑک ہذا کی تعمیر ومرمت کا کام ٹی ایم اے اپنے بجٹ سے کروادے گی۔

سیالکوٹ: تحصیل ڈسکہ کو سکر مشین کی فراہمی کی تفصیلات

*1726: جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) سیالکوٹ ڈسکہ پنجاب کی ایک بہت بڑی تحصیل ہے، جس کا سیوریج کا سسٹم ناکام ہو چکا ہے سیوریج سسٹم کو چلانے کے لئے ایک sucker machine کی سخت ضرورت ہے؟

(ب) کیا حکومت اس تحصیل ہیڈ کوارٹر کے لئے sucker machine دینے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ سیوریج سسٹم کو کامیاب کر کے شہر کے مسائل پر قابو پایا جاسکے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈسکہ پنجاب کی ایک بڑی تحصیل ہے تاہم اس کا سیوریج سسٹم سال 2008-09 میں محکمہ پبلک ہیلتھ نے مکمل کیا اور ٹی ایم اے ڈسکہ کے حوالے کر دیا۔ سیوریج سسٹم ناکام نہ ہوا ہے تاہم سیور کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے بسا اوقات مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) ٹی ایم اے ڈسکہ نے اس مسئلہ کو مستقل طور پر حل کرنے کے لئے ایک عدد Sucker اور Jetting مشین خرید لی ہے جس سے ڈسکہ سٹی کا سیوریج نظام بہتر ہو گیا ہے۔

سیالکوٹ: ڈسپوزل ورکس کو آبادی سے باہر منتقل کرنے کی تفصیلات

*1727: جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع سیالکوٹ ڈسکہ میں عوامی روڈ ڈسکہ پر آج سے 25 سال پہلے ڈسپوزل ورکس بنایا گیا تھا جو کہ اب رہائشی آبادی کے درمیان آ چکا ہے اور لوگوں کا بدبو کی وجہ سے رہائش رکھنا محال ہے نیز یہ کہ ڈسپوزل ورکس خستہ حال ہو چکا ہے جب بارش ہوتی ہے تو موٹروں والے کمروں میں پانی داخل ہو جاتا ہے موٹریں جل جاتی ہیں اور نظام رک جاتا ہے؟

(ب) ٹی ایم اے عوامی روڈ ڈسکہ والے ڈسپوزل ورکس کو وہاں سے کب تک شفٹ کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈسکہ سٹی میں عوامی روڈ ڈسکہ پر ڈسپوزل ورکس بہت پرانا ہے اور یہ شہری آبادی میں آ چکا ہے اور اس کی بدبو بھی ہے اور بارش کی وجہ سے موٹروں والے کمرہ میں پانی کھڑا ہو جاتا ہے لیکن اب نیا پمپ ہاؤس تعمیر ہو چکا ہے اور بہتر طریقہ سے کام کر رہا ہے جس وجہ سے اب نکاسی آب کے نظام کا کوئی مسئلہ نہ ہے۔

(ب) ڈسپوزل ورکس کو راجہ گھمان سائفن کے قریب شفٹ کرنے کے لئے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے چھ کروڑ روپے کا تخمینہ تیار کیا تھا لیکن فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہ منصوبہ پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا۔ ٹی ایم اے ڈسکہ کے مالی وسائل بہت محدود ہیں تاہم محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو درخواست کی گئی ہے کہ عوام الناس کی خاطر مذکورہ ڈسپوزل کی جگہ فی الفور تبدیل کی جائے کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: پیدائشی سرٹیفکیٹ کی فیس بڑھانے کی تفصیلات

*1890: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے پیدائش کے سرٹیفکیٹ کی فیس جو 300روپے تھی، بڑھا کر 650روپے کر دی ہے؟

(ب) کیا اس فیس کے بڑھائے جانے کا اطلاق صوبہ کے تمام اضلاع میں بلاتفریق کیا جا رہا ہے یا کہ صرف ابتدائی مراحل میں صرف لاہور ہی میں ہے؟

(ج) کیا حکومت اضافہ ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس فیس کے بڑھائے جانے کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) درست نہ ہے کوئی اضافہ نہ کیا گیا ہے۔

(ب) جواب جز (الف) کے مطابق ہے۔

(ج) ایسا کوئی اضافہ کیا ہی نہیں گیا تو ختم کرنے کا معاملہ غیر متعلقہ ہو جاتا ہے۔

ضلع لاہور: موبائل فون ٹاورز کی تعداد ودیگر تفصیلات

*1894: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں 2012 کے دوران موبائل فون ٹاورز کی تعداد کیا تھی اور اب کتنی ہے؟

(ب) کیا تمام ٹاورز حکومت کی پالیسی، قانون اور شرائط کے مطابق نصب ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ رہائشی کالونیوں اور گھروں کی چھتوں پر انسٹال کئے گئے انٹینا کی radiation سے انسانی صحت پر مضر صحت اثرات پڑ رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت ایسے اقدامات اٹھانے کو تیار ہے کہ مذکورہ ٹاورز اور انٹینے کمپنیاں رہائشی بستیوں سے شفٹ کر کے کھلے ایریاز میں انسٹال کریں، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) BTS ٹاورز 2003 تا 2012 کے دوران لگائے گئے اس سلسلے میں لوکل گورنمنٹ کی پہلی پالیسی 21۔اکتوبر 2006 اور دوسری جنوری 2009 اور تیسری 12۔اگست 2013 کو جاری کی گئی۔ 2012 کے بعد بہت کم تعداد میں ٹاورز لگائے گئے۔ اندازاً اب تک کمپنیوں کے ٹاورز کی تعداد درج ذیل ہے:

زونگ 700، موبی لنک 750، ٹیلی نار 720، وارد، 550، یو فون 600، ورلڈ کال 126، PTCL 50، Wi Tribe 130، اس طرح لگنے والے ٹاورز کی تعداد تقریباً 4626 ہے۔

(ب) کچھ ٹاورز تو حکومت کی پالیسی قانون اور شرائط کے مطابق نصب ہیں جبکہ کچھ ٹاورز کمپنیوں نے محکمہ جات کی اجازت کے بغیر نصب کر رکھے ہیں پالیسی کے مطابق این او سی محکمہ ماحول سول ایوی ایشن اتھارٹی (صرف زیادہ اونچائی اور ایئرپورٹ کے قریب کی صورت میں متعلقہ ٹی ایم اے سے درکار ہوتا ہے چونکہ BTS ٹاورز کے سلسلے میں مختلف محکمہ جات کے قواعد وضوابط پہلے سے موجود نہ تھے اس لئے زیادہ تر ٹاورز زمین مالکان اور کمپنیوں کے درمیان معاہدوں کی صورت میں لگائے گئے موجودہ پالیسی کے مطابق ٹاورز صرف اور صرف کمرشل عمارت پر ہی لگائے جا سکتے ہیں۔

(ج) بی ٹی ایس ٹاورز کی کمیونیکیشن فریکوئنسی (مواصلاتی فریکوئنسی) ہر کمپنی کے لئے وفاقی حکومت کا فریکوئنسی ایلوکیشن بورڈ منظور کرتا ہے جو کہ پی ٹی سی ایل کا ایک ذیلی ادارہ ہے مواصلاتی

مقاصد کے لئے اس فریکوئنسی کی پوری دنیا میں قانونی اجازت ہے تکنیکی طور پر non frequency آئونائزنگ ریڈی ایشن ہے جو کہ برقی مقناطیسی نوعیت کی ہوتی ہیں اور اس کے ابھی تک کوئی مضر صحت اثرات سامنے نہ آئے ہیں۔

(د) تکنیکی بنیادوں پر ٹاورز کے نیٹ ورک کی جگہ مخصوص ہوتی ہے جس میں ردوبدل کی بہت کم گنجائش ہوتی ہے اس لئے ٹاورز کو شہری آبادی سے باہر منتقل کرنا تکنیکی بنیادوں پر ممکن نہ ہے۔

فیصل آباد: پی پی۔58 کی سڑکوں کی تفصیلات

*1916: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔58 فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی کون کون سی سڑکیں ہیں، ان کے نام اور لمبائی بتائیں؟

(ب) ان میں سے کتنی سڑکیں پختہ ہیں یہ کب پختہ کی گئی تھیں، ان کے نام اور لمبائی بیان کریں؟

(ج) ان پختہ سڑکوں میں سے کس کس سڑک کی حالت مخدوش ہے ان کے نام اور لمبائی بتائیں؟

(د) ان مخدوش سڑکوں کی سالانہ مرمت پر سال 08-2007 سے آج تک سال وار کتنی رقم خرچ کی گئی ہے، تفصیل سڑک وار بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس حلقہ کی اکثر سڑکوں کی حالت انتہائی خراب ہے اور ان کی مرمت پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے اگر ہوئی ہے تو صرف کاغذوں تک ہوئی ہے موقعہ پر کوئی کام نہ کروایا گیا ہے؟

(و) کیا حکومت اس کی تحقیقات انٹی کرپشن پنجاب کے انجینئرنگ ونگ سے کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) پی پی۔59 فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی 70 سڑکات ہیں ان کے نام اور لمبائی کی تفصیلات تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام 70 سڑکات پختہ ہیں۔

(ج) 70سڑکات میں سے 6سڑکیں مخدوش حالت میں ہیں جن کی تفصیل تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان مخدوش سڑکات کی سالانہ مرمت08۔2007سے آج تک سال وار خرچ کی جانے والی رقوم کی تفصیلات تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔

(و) کرپشن کے بارے میں شواہد موصول نہ ہوئے ہیں۔

لاہور:یونین کونسلز نمبر۔45اور46کو فنڈز کی فراہمی و سڑکوں کی تعمیر کی تفصیلات

*1960: مہر خالد محمود سرگانہ :کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:–

(الف) یونین کونسلز نمبر45اور46لاہور کو پچھلے تین سالوں کے دوران کل کتنے فنڈز فراہم کئے گئے، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان یو سیز میں کن کن علاقوں کی کون کون سی سڑکیں پختہ کی گئیں اور ان پر کتنے کتنے اخراجات ہوئے، سڑک واراور سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) ان سڑکوں کی موجودہ صورتحال کیاہے،آگاہ فرمائیں؟

(د) ان سڑکوں کی تعمیر کی فائنل انسپکشن اور چیکنگ کن افسران نے کی،ان کے نام و عہدہ گریڈ سے آگاہ کریں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ان میں اکثر سڑکیں انتہائی خستہ حال ہو چکی ہیں اور جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اتنے کم عرصہ کے دوران ان سڑکوں کی ٹوٹ پھوٹ کی کیا وجوہات ہیں ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر کانکنی و معدنیات /لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) یونین کونسل نمبر45اور46لاہور کو پچھلے تین سالوں کے دوران فراہم کئے گئے فنڈ کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	سال	فنڈز برائے یونین کونسل 45	فنڈ برائے یونین کونسل46
1	2010-11	34,06,410/-	28,09,086/-
2	2011-12	31,99,992/-	34,87,663/-
3	2012-13	34,66,659/-	29,33,326/-

(ب) یونین کونسل نمبر45اور46 میں کوئی سڑک پختہ نہ کی گئی جبکہ یونین کونسل نمبر45میں مندرجہ ذیل گلیاں پختہ کی گئی ہیں۔

نمبر شمار	نام سڑک / گلی	لاگت
1	تعمیر گلی نمبر ۴ میاں کالونی حصہ اول	100000
2	تعمیر گلی نمبر ۴ میاں کالونی حصہ دوم	100000
3	تعمیر گلی نمبر ۴ میاں کالونی حصہ سوم	100000
4	تعمیر گلی نمبر ۴ میاں کالونی حصہ چہارم	100000
5	تعمیر گلی نمبر ۴ میاں کالونی حصہ پنجم	100000
	میزان	500000

(ج) تعمیر شدہ گلیوں کی موجودہ صورتحال تسلی بخش ہے۔

(د) گلیوں کی چیکنگ سب انجینئر اور ایس ڈی او عزیز بھٹی ٹاؤن نے کی ہے۔

(ہ) ان گلیوں کی حالت تسلی بخش ہے یہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہیں۔

لاہور: یونین کونسلز نمبر45اور46کو فراہم کئے گئے فنڈز وان کے استعمال کی تفصیلات

*1961: سردار وقاص حسن مؤکل: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یونین کونسلز نمبر45اور46لاہور میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران کتنے کتنے فنڈز کن کن مدات کے لئے فراہم کئے گئے، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان فنڈز سے مذکورہ یونین کونسلز میں کون کون سے ترقیاتی کام کئے گئے، ان کی علیحدہ علیحدہ سال وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران ان یو سیز میں کتنے علاقوں میں سیوریج سسٹم فراہم کیا گیا اور کتنے علاقوں میں پانی کے نئے پائپ بچھائے گئے اور ان پر کتنے اخراجات ہوئے، علیحدہ علیحدہ علاقہ وار اور سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) یونین کونسلز نمبر45لاہور میں سال وار مندرجہ ذیل فنڈ فراہم کئے گئے ہیں جو کہ تنخواہ عملہ، اعزازیہ، پنشن فنڈ، یوٹیلٹی بلز و تعمیراتی اخراجات کے لئے مختص ہوتے ہیں:

نمبر شمار	برائے سال	گورنمنٹ گرانٹ
1	2008۔09	2067980
2	2009۔10	1306650
3	2010۔11	3406410
4	2011۔12	3199992
5	2012۔13	3466658

جبکہ یونین کونسل نمبر46لاہور میں سال وار مندرجہ ذیل فنڈفراہم کئے گئے ہیں:

نمبر شمار	برائے سال	گورنمنٹ گرانٹ
1	2008۔09	27,75,960
2	2009۔10	15,67,980
3	2010۔11	28,09,086
4	2011۔12	34,87,663
5	2012۔13	29,33,326

(ب) یو سی نمبر45 میں ترقیاتی کاموں پر اخراجات کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ یو سی نمبر46 میں مالی سال09-2008اور10۔2009 میں تعمیر پی سی سی گلیاں، خرید سلائی مشین کی مد میں کل۔/18,50,000روپے کے اخراجات ہوئے۔ جبکہ دیگر ترقیاتی کاموں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

مالی سال11۔2010میں واٹر فلٹریشن پلانٹ کے لئے ایم ڈی واسا کو مبلغ۔/15,25,000روپے ادا کئے گئے۔

مالی سال12۔2011میں تعمیر پی سی سی گلیوں کی مد میں کل۔/12,00,000روپے کے اخراجات کئے گئے۔

مالی سال13۔2012میں تعمیر پی سی سی گلیوں کی مد میں کل۔/70,00,000روپے کے اخراجات کئے گئے۔

(ج) سیوریج سسٹم یونین کونسل کے متعلقہ نہ ہےWASAکے متعلقہ ہے۔

ساہیوال: جانوروں کی منڈیوں میں فیس کاایک جیسا شیڈول بنانے کی تفصیلات

*1996: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ساہیوال کی بکرا اور مویشی منڈیوں اور دیگر ڈویژنز کی منڈیوں کی فیس کے شیڈول میں کافی فرق ہے یعنی لاہور کی منڈی میں فی چھوٹے جانور پر۔/30روپے اور

بڑے جانور پر۔/135روپے فیس ہے اور ملتان کی منڈی میں ایک فیصد قیمت فروخت پر فیس ہے جبکہ ساہیوال میں پانچ فیصد قیمت فروخت پر فیس ہے؟

(ب) کیا حکومت عوامی مفاد میں ساہیوال کا شیڈول بھی لاہور کی طرح نافذ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) درست ہے کہ ٹی ایم اے ساہیوال کا شیڈول بکر / مویشی منڈی پانچ فیصد بر قیمت فروخت جانور ہے جو کہ باقاعدہ طور پر منظور شدہ ہے ملتان میں یہ شرح ایک فیصد ہے جبکہ لاہور میں صرف انٹری فیس وصول کی جاتی ہے۔

(ب) پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 2001 کے قاعدہ نمبر 116 کے تحت لوکل کونسلز سیکنڈ شیڈول میں دیئے گئے ٹیکسز / فیس میں کمی بیشی کرنے کی مجاز ہیں اس کے لئے پنجاب لوکل گورنمنٹ ٹیکسیشن رولز 2001 میں طریق کار دیا گیا ہے ٹی ایم اے ساہیوال اپنے وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اس فیس میں خود کمی کر سکتی ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب: ٹوٹ پھوٹ کا شکار سڑک کی تعمیر نو

*2011: جناب جمیل حسن خان: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی-174 میں واقع بچیکی قصبہ ضلع ننکانہ صاحب کے گرد سابق دور حکومت میں بچیکی بڑا گھر بائی پاس سڑک تعمیر کی گئی جواب ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ سڑک کی بحالی کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ بچیکی بائی پاس روڈ مالی سال 08-2007 کے دوران (شوگر سیس ڈویلپمنٹ) کے تحت تعمیر کی گئی تھی جس کی لمبائی 2.50 کلومیٹر ہے اس کے بعد ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ننکانہ صاحب کے پاس فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ بائی پاس کی مرمت و بحالی نہ ہو سکی۔

(ب) مذکورہ سڑک کی بحالی کے لئے مبلغ19.923 ملین روپے کا تخمینہ لاگت تیار کیا گیا ہے فنڈز کی فراہمی پر سڑک بحالی و مرمت کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

ضلع لاہور: 2011 کے دوران شادی ہالز کو شادی ایکٹ کی خلاف ورزی پر جرمانہ کرنے کی تفصیلات

*2054: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2011 میں ضلع لاہور میں کن کن شادی ہالوں کو شادی ایکٹ کی خلاف ورزی کرنے پر کتنا کتنا جرمانہ ہوا، ان ہالوں کے ناموں سے اس ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع میں موجود شادی ہالز، باراتیوں کو ایک کی بجائے کئی اقسام کی ڈشز فراہم کر رہے ہیں اگر ہاں تو ان کے خلاف حکومت کیا کارروائی عمل میں لا رہی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) سال 2011 میں ضلع لاہور میں جن شادی ہالوں کو شادی ایکٹ کی خلاف ورزی کرنے پر جرمانہ ہوا اس کی ٹاؤن وار تفصیل درج ذیل ہے:

1۔	شالامار ٹاؤن	تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
2۔	داتا گنج بخش ٹاؤن	تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
3۔	گلبرگ ٹاؤن	تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
4۔	ٹی ایم اے سمن آباد	تفصیل تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
5۔	نشتر ٹاؤن	تفصیل تتمہ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
6۔	اقبال ٹاؤن	تفصیل تتمہ (ر) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
7۔	واہگہ ٹاؤن	واہگہ ٹاؤن میں 2011 کے دوران شادی ایکٹ کی کوئی خلاف ورزی نہ کی گئی ہے۔
8۔	عزیز بھٹی ٹاؤن	تفصیل تتمہ (ش) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
9۔	راوی ٹاؤن	تفصیل تتمہ (ن) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) متعلقہ ٹاؤن انتظامیہ شادی ہالز کو روزانہ کی بنیاد پر چیک کرتی ہے اور منعقد ہونے والی شادی بیاہ کی کی تقریبات میں ون ڈش کے قانون اور وقت کی پابندی کے حوالے سے ہونے والی خلاف ورزیوں کے خلاف حسب ضابطہ قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور ذمہ داران کے خلاف مقامی تھانہ میں ایف آئی آر درج کروائی جاتی ہے۔

لاہور: گلبرگ ٹاؤن میں غیر قانونی پلازوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2074: محترمہ نگہت شیخ: کیاوزیر لوکل گورنمنٹ وکمیو نٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گلبرگ ٹاؤن لاہور میں کل کتنے غیر قانونی پلازے تعمیر ہیں نیز یہ پلازے کب اور کہاں کہاں تعمیر کئے گئے ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے ؟

(ب) جنوری تااکتوبر2011 گلبرگ ٹاؤن لاہور میں کل کتنے غیر قانونی پلازوں کو مسمار کیا گیا نیز ان کے مالکان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گلبرگ ٹاؤن میں تعمیر ہونے والے غیر قانونی پلازوں کو مسمار کرنے کے لئے باقاعدہ حکومت کی طرف سے کمیٹی تشکیل دی گئی ہے ؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیو نٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) ٹی ایم اے گلبرگ ٹاؤن کا تقریباً85 فیصد علاقہ ایل ڈی اے اور ریلوے کے پاس ہے۔ہائی رائز بلڈنگز کی تعمیر کے سلسلے میں مکمل سروے کے بعد عدالت عظمیٰ کی تشکیل کردہ کمیٹی نے مالکان عملہ ایل ڈی اے اور ٹی ایم اے کی موجودگی میں تفصیلی معائنہ اور تحقیقات کے بعد اپنی رپورٹ برائے عمارات عدالت عظمیٰ کو پیش کر دی گئی۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سٹی ڈسٹرکٹ لاہور کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے غیر قانونی پلازوں کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے نیز کیانی کمیشن کی رپورٹ کے مطابق ڈیوس روڈ پر دو پلازوں (دیوان سنٹر، انٹرپول سنٹر) کو مسمار کیا گیا۔

(ج) حکومت کی طرف سے باقاعدہ طور پر کوئی کمیٹی تشکیل نہ دی گئی ہے۔ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن غیر قانونی تعمیرات کے خلاف کارروائی کر رہی ہے۔

شیخوپورہ شہر: واٹر سپلائی کے لئے لگائے گئے ٹیوب ویلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2114: جناب محمد عارف خان سندھیلہ: کیاوزیر لوکل گورنمنٹ وکمیو نٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شیخوپورہ شہر میں کتنے ٹیوب ویل برائے واٹر سپلائی کہاں کہاں چل رہے ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ٹیوب ویلز کب سے بند اور کتنے چالو حالت میں ہیں؟
(ج) بند ٹیوب ویلز کو چالو کیوں نہیں کیا جارہا ہے اور ان کے لئے کتنی رقم درکار ہے؟
(د) جو ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں ان سے روزانہ کتنے گیلن پانی فراہم کیا جاتا ہے؟
(ہ) اس شہر کی کتنی آبادی میں سرکاری ٹیوب ویل سے پانی فراہم کیا جاتا ہے اور کتنی آبادی سرکاری پانی کی نعمت سے محروم ہے؟
(و) کیا حکومت شہر میں مزید ٹیوب ویل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) شیخوپورہ شہر میں ٹی ایم اے کے زیر انتظام کل 45 عدد ٹیوب ویلز برائے واٹر سپلائی نصب ہیں جن کا محل وقوع تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
(ب) سات ٹیوب ویلز عرصہ گزشتہ تین سال سے بند ہیں اور 38 چالو حالت میں ہیں۔
(ج) بند ٹیوب ویلز میں سے چار ٹیوب ویلز کی ری بورنگ کے لئے ٹینڈر ہو چکا ہے جن پر جلد ہی کام شروع کروادیا جائے گا جبکہ بقیہ تین ٹیوب ویل کے ڈسٹری بیوشن سسٹم کو درست کروانے کے لئے مبلغ۔/30,00,000 روپے کی ضرورت ہے۔
(د) جو ٹیوب ویلز چالو حالت میں ہیں ان سے روزانہ 15 ملین گیلن پانی عوام الناس کو فراہم کیا جاتا ہے۔
(ہ) 70 فیصد آبادی کو پینے کا صاف پانی فراہم کیا جاتا ہے اور بقیہ 30 فیصد آبادی سرکاری پانی کی فراہمی سے محروم ہے۔
(و) آئندہ سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام 15-2014 میں جن علاقوں میں ٹیوب ویل کی سہولت موجود نہ ہے ان میں سے کسی ایک علاقہ میں نئے ٹیوب ویل کے لگائے جانے کی تجویز ہے۔

شیخوپورہ شہر: واٹر فلٹریشن پلانٹس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2115: جناب محمد عارف خان سندھیلہ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شیخوپورہ شہر میں اس وقت کتنے واٹر فلٹریشن پلانٹ کہاں کہاں کام کر رہے ہیں؟
(ب) ان میں سے کون کون سے پلانٹ کب سے کس بناء پر بند پڑے ہیں اور ان کو چالو کیوں نہیں کیا جا رہا ہے؟
(ج) ان کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟
(د) کیا حکومت اس شہر میں مزید پلانٹ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) شیخوپورہ شہر میں اس وقت صرف ایک فلٹریشن پلانٹ کام کر رہا ہے اور وہ سٹیڈیم والے ٹیوب ویل پر نصب شدہ ہے۔
(ب) شیخوپورہ شہر میں صرف ایک فلٹریشن ہے اور چالو حالت میں ہے۔
(ج) اس فلٹریشن پلانٹ کی دیکھ بھال کے لئے کوئی علیٰحدہ ملازم نہ ہے۔ بلکہ جو ٹیوب ویل آپریٹر ٹیوب ویل کو چلاتے ہیں وہی اس کی دیکھ بھال بھی کرتے ہیں کیونکہ یہ فلٹریشن پلانٹ ٹیوب ویل پر ہی نصب ہیں۔
(د) حکومت پنجاب نے صاف پانی کے نام سے ایک منصوبہ منظور کیا ہے جس کے تحت پنجاب کے ہر ضلع میں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگائے جائیں گے۔

ضلع پاکپتن: عارف والا کے اڈا مزنگ سے 52ایس پی سڑک کی تعمیر نو

*2127: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عارف والا ضلع پاکپتن کے اڈہ مزنگ سے چک 52۔ایس پی سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟
(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا سڑک کی تعمیر و مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) یہ درست ہے کہ عارف والا ضلع پاکپتن کی سڑک از اڈا رنگ شاہ سے چک نمبر 52۔ایس پی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

(ب) ضلعی حکومت سڑک کی تعمیر ومرمت کاارادہ رکھتی ہے لیکن فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہ ابھی ممکن نہ ہے۔

گوجرانوالہ:پی پی۔93میں لگائے گئے فلٹریشن پلانٹس کی تعداد ودیگر تفصیلات

*2142:چودھری اشرف علی انصاری:کیاوزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔93 گوجرانوالہ میں اس وقت کتنے فلٹریشن پلانٹ نصب ہیں کتنے ٹھیک اور کتنے خراب ہیں؟

(ب) کیاحکومت ان فلٹریشن پلانٹس کی تعداد میں اضافے کاارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وضاحت فرمائی جائیں؟

(ج) نصب شدہ فلٹریشن پلانٹس پر کتنے ملازم فی فلٹریشن پلانٹ ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں اوران کی ڈیوٹی کے اوقات کیاہیں؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب شیر علی خان):

(الف) حلقہ پی پی۔93 گوجرانوالہ میں صرف ایک واٹر فلٹریشن پلانٹ ہے جو جنت بی بی پارک میں نصب ہے اور چالو حالت میں ہے۔

(ب) حکومت ان پلانٹس میں اضافے کاارادہ رکھتی ہے جونہی فنڈز دستیاب ہونگے مزید واٹر فلٹریشن پلانٹس لگادیئے جائیں گے۔

(ج) نصب شدہ پلانٹ پر کوئی ملازم نہیں رکھاگیاہے اس کو بیلدار باغات اور چوکیدار جوڈیوٹی پر ہوتا ہے چلاتاہے۔

فیصل آباد:رسالہ روڈ کی لمبائی وتعمیر کی تفصیلات

*2164:میاں طاہر:کیاوزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) رسالہ روڈ فیصل آباد کہاں سے شروع اور کس جگہ ختم ہوتاہے اس کی لمبائی اور چوڑائی کتنی ہے؟

(ب) اس روڈ پر کون کون سی روڈ لنک کرتی ہیں؟

(ج) اس روڈ پر کب کام شروع کیا گیا تھا اس کا تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل بتائیں؟

(د) اس پر کتنے فیصد کام اب تک ہوا ہے اور کتنا کام بقایا ہے؟

(ہ) ٹھیکیدار کو کتنی رقم کی ادائیگی ہوئی ہے اور کتنی رقم بقایا ہے؟

(و) یہ کام کس کس ملازم کی زیر نگرانی ہو رہا ہے اور یہ کام کب تک مکمل ہو گا؟

(ز) کیا اس کام میں کوئی ناقص مٹیریل کے استعمال کی شکایت موصول ہوئی ہے تو اس پر کیا ایکشن لیا گیا ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) فیصل آباد رسالہ روڈ ناولٹی پل سے شروع ہوتی ہے اور فیصل آباد بائی پاس پر ختم ہوتی ہے اس کی لمبائی 11 کلو میٹر ہے اور موجودہ سڑک کی چوڑائی 12 فٹ ہے۔

(ب) اس روڈ پر درج ذیل سڑکیں لنک کرتی ہیں۔

1۔ سمن آباد روڈ
2۔ ایڈن کالونی روڈ
3۔ چک نمبر RB/231 ٹکے والا روڈ
4۔ رسالے والا سٹیشن روڈ
5۔ چنچل والا روڈ

(ج) سڑک پر کام کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام سڑک گروپ	چوڑائی	لمبائی	تخمینہ لاگت (ملین روپے)	تاریخ آغاز	تاریخ تکمیل	محکمہ / ایجنسی
1	ناولٹی پل سے سمن آباد قبرستان	24 ڈبل روڈ	2 کلو میٹر	82.98	17.5.10	31.3.11	NLC
2	سمن آباد قبرستان تا ایڈن کالونی	24 سنگل روڈ	1.25 کلو میٹر	یہ سڑک ایڈن کمپنی پرائیویٹ نے اپنے خرچ سے بنوائی ہے۔			
3	ایڈن کالونی تا جامعہ مسجد حمزہ رضویہ	12 روڈ	3.77 کلو میٹر	81.392	24.2.14	23.12.14	DO(Road)
4	جامعہ مسجد حمزہ رضویہ تا آخری ریلوے کراسنگ	24 سنگل روڈ	2 کلو میٹر	50.00	14.6.12	13.5.13	NLC
5	آخری ریلوے کراسنگ تا بائی پاس چوک	24 سنگل روڈ	2 کلو میٹر	50.00	21.12.11	15.10.12	NLC

(د) اس سڑک پر 66 فیصد کام ہوا ہے اور 34 فیصد کام بقایا ہے۔

(ہ) اس سڑک کا جو کام الاٹ ہوا تھا وہ مکمل ہو گیا ہے اور ٹھیکیدار کو مکمل ادائیگی کر دی ہے۔

(و) یہ کام NLC کی زیر نگرانی مکمل ہو گیا ہے اس سڑک کا 3.77 کلو میٹر حصہ ابھی بقایا ہے جس کا ٹینڈر مورخہ 14-02-03 کو ہوا ہے۔

(ز) اس سڑک کی تعمیر میں ناقص مٹیریل کے استعمال کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!
پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ آج افغانستان سے سینئر صحافیوں کا ایک delegation ڈاکٹر انور صاحب کی قیادت میں اس معزز ایوان میں تشریف لایا ہے۔ ہم انہیں حکومت پنجاب کی طرف سے Most Welcome کرتے ہیں، اس کے علاوہ تمام پارلیمنٹیرین کی طرف سے بھی ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔
جناب قائم مقام سپیکر: میں بھی معزز ایوان کی طرف سے اس معزز ایوان میں آمد پر ان کو welcome کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس کو take up کرتے ہیں۔ جی، سردار شہاب الدین خان!

لاہور: دوران ڈکیتی مزاحمت پر پراپرٹی ڈیلر کے قتل سے متعلقہ تفصیلات

743: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) کیا یہ درست ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 13-03-2015 کی خبر کے مطابق، لاہور پرانی انارکلی کے علاقہ میں دوران ڈکیتی مزاحمت پر 60 سالہ پراپرٹی ڈیلر کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا؟
(ب) کیا اس واقعہ کا مقدمہ درج کر لیا گیا ہے تفتیش اور ملوث افراد کی گرفتاری میں اب تک کیا پیشرفت ہوئی ہے، ایوان کو مکمل تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔
وزیر داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! ابتدائی تفتیش کے مطابق ڈکیتی کے کوئی آثار نہیں پائے گئے۔ پراپرٹی ڈیلر کا تیز دھار چھری سے گلا کاٹا گیا، اس کے بعد اس کے باقی باڈی پارٹس بھی کاٹے گئے اور بڑی بے دردی سے کاٹے گئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کوئی انتقامی کارروائی تھی۔ فی الحال اس میں ڈکیتی کے کوئی آثار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! اس وقوعہ کا مقدمہ نمبر 113/5 مورخہ 15-03-12 کو بجرم 302/34ت پ تھانہ پرانی انار کلی لاہور میں رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ فیض محمد مقتول کے موبائل نمبروں کا ڈیٹا لیا گیا ہے، اس کے جن لوگوں کے ساتھ رابطے تھے ان سب کو شامل تفتیش کر لیا گیا ہے۔ جو بات سامنے آئی ہے اس کے مطابق مقتول لوگوں سے پیسے لے کر ریونیو بورڈ کا کام کرتا تھا اور لوگوں کو باہر بھجوانے کے لئے بھی پیسے لیتا تھا۔ مقتول کا موبائل بھی غائب تھا جس کی tracking کروائی گئی، اس میں قتل کے کچھ دن بعد دو سم نمبر چلے جن کو track کر لیا گیا ہے جو کہ عبدالعلیم ظفر ولد عبدالحکیم سکنہ مکان نمبر 22/51 احمد شرقی چناب نگر ضلع چنیوٹ کے نام پر پایا گیا۔ اس کے گھر پر raid کیا گیا تو بیوی سمیت یہ گھر سے غائب پایا گیا، مکان کو تالا لگا ہوا تھا۔ علاقہ میں اس کے بارے میں پتا کیا تو لوگوں سے اتنا پتا چلا کہ وہ یہاں سے کہیں اور چلا گیا ہے اور اس نے بھی کافی لوگوں کے ساتھ فراڈ کئے ہیں۔ اس کے گھر پر پہلے بھی دوسرے اضلاع کی پولیس، ایف آئی اے بار بار آ چکی ہے اور یہاں پر raid کر چکی ہے۔ عبدالعلیم کی موبائل کی location فی الحال پرانی انار کلی ہی ہے۔ عبدالعلیم اور مقتول کا آپس میں رابطہ بھی ہوتا پایا گیا ہے۔ ملزم کے بارے میں سراغ لگایا جائے گا، عبدالعلیم کے نمبرز حاصل کر کے ان کو investigation کے لئے بھجوا دیا گیا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 9 جناب امجد علی جاوید صاحب کی ہے اس تحریک استحقاق کا جواب آنا تھا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

نشان زدہ سوال نمبر 2193 کا غلط جواب

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! قابل احترام ممبر اسمبلی کے سوال نمبر 2193 کے جز (ہ) کا جواب جو محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے دیا ہے۔ اس کے مطابق تجویز کردہ پائپ جی آر پی نہ ہے بلکہ پلاسٹک کا ہے۔ تجویز کردہ جی آر پی پائپ کی قیمت پہلے

سے منظور شدہ اے سی پائپ کی قیمت کے برابر ہے۔ نظر ثانی شدہ انتظامی منظوری جو کہ اپریل 1914 کو ہوئی اس میں تجویز کردہ جی آر پی پائپ کی جو estimated cost فی فٹ کے حساب سے منظور ہوئی تھی وہ پہلے سے منظور شدہ estimate بتاریخ دسمبر 2010 اے سی پائپ کے برابر تھی۔ اس میں کوئی ابہام نہ ہے کہ اے سی پائپ کی قیمت دسمبر 2010 سے جون 2013 تک تین گنا ہو گئی تھی اس لئے سکیم پر کام جون 2013 میں روک دیا گیا تھا۔ سکیم کو پہلے سے منظور شدہ لاگت میں مکمل کرنے کے لئے نظر ثانی شدہ انتظامی منظوری مع جی آر پی پائپ 32 انچ ڈایا کی ہوئی تھی جس سے گورنمنٹ کو کروڑوں روپے کی بچت ہوئی ہے۔ محکمہ کا مؤقف ہے کہ جو estimated cost اے سی پائپ کے ساتھ 2010 میں بنتی تھی وہ 2014 میں جی آر پی پائپ کے ساتھ تقریباً اتنی ہی بنتی ہے جبکہ قابل احترام فاضل ممبر پائپ کی فی فٹ قیمت کا موازنہ یکم اگست 2013 سے 31۔جنوری 2014 اور یکم اگست 2014 سے 31۔جنوری 2015 کی ویب سائٹ سے کر رہے ہیں جو کہ اس لحاظ سے درست ہے کہ نئی قیمت اور پرانی قیمتوں میں بہت فرق ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جو، جواب پڑھ کر سنایا گیا ہے اس میں آدھا سچ ہے۔ میں اپنا مؤقف جو کہ ایوان میں raise کیا تھا میں اس پر stress نہیں کرتا لیکن اس بات کو بھی یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے فاضل دوست وزراء اپنے محکموں کو defend کرتے ہوئے اتنا آگے نہ چلے جایا کریں کہ جس سے colleague Members کی عزت نفس مجروح ہو کیونکہ جو چیز ہم یہاں raise کرتے ہیں اس کے پیچھے پوری تحقیق ہوتی ہے۔ میں اس معزز ایوان کے اندر یہ گزارش کروں گا کہ بار بار اس پر rulings بھی آ چکی ہیں کہ محکمے گول مول جواب دے کر چیزوں کو چھپاتے ہیں۔ اس کے پیچھے بھی ایک پوری کہانی ہے لیکن چونکہ محکمہ نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ میرا مؤقف درست تھا اور جس بات کو ابھی بھی انہوں نے گول مول کیا ہے میں اس آدھے سچ پر ہی اکتفا کرتا ہوں اور یہ گزارش بھی کرتا ہوں کہ آئندہ کے لئے اس بات سے avoid کیا جائے، جو چیز یہاں پر raise کی جاتی ہے اس پر تحقیق کر کے جواب دیا جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک استحقاق کا جواب دے دیا گیا ہے لہذا اب اس تحریک استحقاق کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری ایک انتہائی اہم تحریک التوائے کار تھی اس کو out of turn پیش کرنے کی اجازت دی جائے کیونکہ یہ بڑا ضروری مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ابھی نہیں دیکھی، مجھے دکھائیں اس کے بعد فیصلہ کریں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے وہ تحریک التوائے کار جمع کروائی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ ابھی تک میرے پاس نہیں آئی۔ میں اس کو دیکھ لیتا ہوں کل اس تحریک التوائے کار کو take up کریں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/897 محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کی کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/76 چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار وقاص حسن موکل، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لیکن یہ move ہو چکی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ پڑھیں۔

گورنمنٹ آفیسرز کوآپریٹو سوسائٹی لاہور میں کروڑوں روپے کی کرپشن کا انکشاف

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! گورنمنٹ آفیسرز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی، یہ کوآپریٹو سوسائٹی کارپوریٹ ادارہ ہے جوکہ کوآپریٹو سوسائٹی ایکٹ 1925 کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اس کے اصل ممبران سرکاری ملازم تھے جن کو امداد باہمی کی روح کے مطابق بلا منافع پلاٹ الاٹ کئے گئے تھے تاہم بعد میں ان میں سے زیادہ تر ممبران نے اپنے پلاٹ مارکیٹ میں بہتر قیمت پر دوسرے لوگوں کو بیچ دیئے۔ کوآپریٹو سوسائٹی رول 1927 کی ذیلی شق 31 کے تحت ہر سوسائٹی کی اپنی منتخب انتظامیہ ہوتی ہے جوکہ سوسائٹی ممبران کے ووٹوں سے تین سال کے لئے منتخب ہوتی ہے۔ کوآپریٹو سوسائٹی ایکٹ 1925 اور کوآپریٹو سوسائٹی رول 1927 کے مطابق محکمہ regulator کی حیثیت سے نگرانی اور آڈٹ کرتا ہے۔ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ سوسائٹی بائی لاز کے مطابق اپنے معاملات شفاف طریقے سے سرانجام دے۔ محکمہ براہ راست متعلقہ سوسائٹی کا منتظم نہیں

ہے بلکہ سوسائٹی ایک کارپوریٹ ادارے کے طور پر اپنے معاملات اپنے منتخب نمائندوں کے ذریعے چلاتی ہے لہذا قانونی طور پر محکمہ سوسائٹی کے معاملات اور اندرونی انتظامی امور کو براہ راست اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا۔ گورنمنٹ آفیسرز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے خلاف شکایات موصول ہونے پر جناب رجسٹرار کوآپریٹو، لاہور کے سرکل رجسٹر کوآپریٹو جنرل پنجاب لاہور کو انکوائری آفیسر مقرر کیا۔ انکوائری آفیسر نے شکایت کنندہ درخواست دہندہ کی عدم پیشی اور متعلقہ ریکارڈ پیش نہ کرنے پر سوسائٹی ہذا کے خلاف زیر رول 48 کوآپریٹو سوسائٹی رول 1927 کے تحت کارروائی کی سفارش کی ہے۔ تاہم رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹی پنجاب لاہور نے درخواست میں لگائے گئے الزامات پر انکوائری آفیسر کو دوبارہ بمطابق ریکارڈ انکوائری کے احکامات مورخہ 27۔جنوری کو جاری کئے ہیں۔ انکوائری ہو رہی ہے جو بھی اس میں حقائق سامنے آئیں گے اور ان کے ذمہ داران کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/79 جناب احمد شاہ کھگہ، چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار move ہو چکی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔

لاہور میں فضا سے آکسیجن چوری کرنے کا انکشاف

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ ضلع لاہور میں ہوا سے آکسیجن نائٹروجن اور آرگن گیس نکالنے والی ایک فیکٹری ہے جس کا نام (Linde Pakistan Limited(former BOC Pakistan ہے۔ یہ فیکٹری سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں واقع ہے جو کہ شہر سے تقریباً چالیس کلو میٹر دور ہے اس طرح کی دیگر فیکٹریاں بند پڑی ہیں جن کے نام BOC لمیٹڈ شالامار لنک روڈ اور فائن گیس کمپنی انڈسٹریل اسٹیٹ کوٹ لکھپت ہیں۔ Linde گیس کمپنی 16 ہزار مکعب میٹر فی گھنٹہ ہوا کو بطور خام مال استعمال کرتی ہے اور اس کی total production capacity 125 ٹن یومیہ ہے۔ ہوا میں قدرتی طور پر 78.084 فیصد نائٹروجن، 20.947 فیصد آکسیجن اور 0.934 فیصد آرگن گیس ہوتی ہے۔ یہ فیکٹری فضا سے ہوا لے کر تین گیسز علیحدہ کر کے مارکیٹ کرتی ہے۔ یہ تینوں انڈسٹریل گیسیں ہیں، آکسیجن انڈسٹریل کیمیکل تیار کرنے

کے لئے استعمال ہوتی ہے جس سے دھاتوں کو کاٹا جاتا ہے اس کے علاوہ یہ ہسپتال میں مریضوں کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ نائٹروجن گیس کھانے پینے والی چیزوں کی standard packing میں استعمال ہوتی ہے اس کے علاوہ یہ گیس کولنگ کے لئے آئس کریم وغیرہ کی فیکٹریوں میں استعمال ہوتی ہے۔ آرگن گیس انڈسٹریل ویلڈنگ میں استعمال ہونے کے علاوہ بجلی کے بلبوں وغیرہ میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ ہوا کا تقریباً 99.965 فیصد حصہ ان تینوں گیسوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ عام طور پر ہوا سے آکسیجن تیار کرنے والے پلانٹ سے ہوا میں آکسیجن کے تناسب پر کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ یہ پلانٹ ہوا کے پورے حصے کو استعمال میں لاتے ہیں نہ کہ اس سے آکسیجن نکالتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ تحریک التوائے کار درست نہ ہے اس میں ہوا کے کسی قسم کے دباؤ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے نمبر 105 میاں محمد رفیق صاحب کی ہے یہ move ہو چکی ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں خلاف میرٹ و پالیسی ایجوکیٹرز کی بھرتی کا انکشاف

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب سکولز ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے زیر نمبری SO/SE-2014 مورخہ 20۔ اکتوبر 2014 کو جاری کردہ ریکروٹمنٹ پالیسی اور بعد ازاں دیئے گئے ٹائم فریم کے عین مطابق ضلع ہذا میں یعنی کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں الحمد للہ ایجوکیٹرز کی بھرتی کا کام بخیر و خوبی جاری ہے۔ مذکورہ بھرتی پالیسی بلا شبہ ایک جامع مؤثر پالیسی ہے جس پر مختلف کیٹیگری میں لوگوں کو بھرتی کیا جا رہا ہے اور بھرتی کرنے کے لئے درست طور پر شیڈول جاری کیا گیا جس کے مطابق درخواستیں طلب کی گئیں، ان کے انٹرویو وغیرہ کئے گئے، میرٹ کے مطابق ان کی میرٹ لسٹ مرتب کی گئی اور اس سلسلے میں جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے کہ من پسند و طے شدہ معاملات والے درخواست گزاروں کو نوازنے اور جناب وزیر اعلیٰ کی میرٹ پالیسی کو پس پشت ڈالنے کی بات ہے تو حکام بالا نے ایسا عمدہ میکنزم اختیار کیا ہے کہ ایسا کوئی کرنا بھی چاہے تو کر نہیں سکتا۔ جیسے ڈی سی او کی سرکردگی میں ایک ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی کا قیام ہے جو کہ صوبہ کے تمام اضلاع میں الگ الگ قائم شدہ ہیں اور اس کا ایک الگ سافٹ ویئر ہے جس کے تحت درخواستوں کی ڈیٹا انٹری اور اعشاریہ تین درجے تک میرٹ کا

تعین ہو سکتا ہے اور اس میں identification of post سے لے کر generation order تک ڈسٹرکٹ مانیٹرنگ آفیسر کا کنٹرول ہے۔ مزید برآں ڈویژن کی سطح پر بھی ایک ریٹائرڈ جج کی سربراہی میں redress cell قائم ہے تاکہ کسی قسم کی کوئی بھی کرپشن یا گڑبڑ کا اندیشہ ہو یا کسی کا استحصال ہو رہا ہو تو وہاں سے دادرسی حاصل ہو سکتی ہے۔ جہاں تک بھرتیوں کا تعلق ہے تقریباً تمام بھرتیاں میرٹ پر ہوئی ہیں لیکن پھر بھی میاں صاحب کا ایک اپنا مؤقف تھا کہ اس کی حسب ضابطہ انکوائری کرائی جائے یا یہ تسلی کر لی جائے تو میں جناب کی وساطت سے ان کو یہ ensure کراتا ہوں کہ ڈی سی او کو اس بارے میں تحریر کر دیں گے کہ وہ ذاتی طور پر تمام معاملات کو دیکھیں اگر کوئی بھی irregularity پائی جائے تو آپ کی وساطت سے یہ ایوان میں پیش کر دی جائے گی اور انشاء اللہ اس کا سختی سے تدارک کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب! اس تحریک التوائے کار کو pending کر دوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! نہیں، آپ اس تحریک التوائے کار dispose of کر دیں۔ ہم ڈی سی او کو لکھ دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر اس میں اس قسم کی کوئی بھی بے ضابطگی پائی گئی تو پھر آپ ایوان کو آگاہ کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! پھر ہم خود اس کے خلاف action لیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے محرک میاں صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں چونکہ میرا حلقہ بھی ساتھ ہے اس لئے مجھے پتا ہے کہ جو جواب پڑھا گیا ہے وہ حقائق کے مطابق نہیں ہے۔ ڈی سی او خود پارٹی ہیں ان کے خلاف complaint ہے وہ اس کو کیسے کریں گے؟ لہذا مہربانی کر کے اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیا جائے تاکہ میاں صاحب آ جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! میں اس چیز کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ محرک موجود نہیں ہیں اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 160 جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کی ہے۔

حلقہ پی پی۔222(ساہیوال)کے متعدد سکول سکیورٹی سہولیات سے محروم

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار میں تین سکولوں کے معاملات اٹھائے گئے ہیں ایک پرائمری سکول 57/GD ضلع ساہیوال ہے دوسرا گرلز پرائمری سکول چھینہ کرم علی اور تیسرا سکول دلاور کے کاٹھیا ہے۔ میں جناب کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل دوست نے انتہائی اہمیت کے حامل مسئلے کی طرف ہماری توجہ دلائی ہے اور انہوں نے وہاں موقع پر بھی visit کیا اور ان کی اس تحریک التوائے کار کے حوالے سے اس میں سختی کے ساتھ یہ مسائل حل کرنے کے بارے میں لکھا گیا تو انہوں نے ان کی جملہ شکایات۔۔۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House, Order in the House.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!ان کی جملہ شکایات کو درست پایا اور جتنے بھی سرکاری اہلکار جن میں سکول ٹیچرز، ہیڈ مسٹریس یا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے جتنے بھی ذمہ داران تھے ساروں کے خلاف انکوائری شروع کر دی ہے اور جتنی بھی irregularities تھیں اس سلسلے میں انکوائریاں چل رہی ہیں اور جو بھی ذمہ دار پائے گئے انشاء اللہ ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔ محکمہ کے افسران کی ملک ارشد صاحب کے ساتھ میٹنگ ہو چکی ہے اور میں جناب کی وساطت سے ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں جو بھی ملوث پایا گیا اس کے خلاف حسب ضابطہ سختی سے کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک صاحب!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب سپیکر!محترم پارلیمانی سیکرٹری نے حقائق کو admit کیا یہ واقعی بڑے تکلیف دہ مسائل ہیں کہ سکول کے گراؤنڈز پر قبضہ ہے اور کلرک مافیا نے اپنے طور پر ٹھیکے پر دے رکھے ہیں۔انہوں نے فرمایا کہ انکوائری ہو رہی ہے، میں عرض کرتا ہوں کہ انکوائری ہو چکی ہے اس کی رپورٹ میرے پاس بھی موجود ہے اور ان کے پاس بھی ہے لہذا اس پر حکم جاری کیا جائے اور انہیں فارغ کیا جائے تاکہ کسی کو تو قرار واقعی سزا دی جائے۔ ہماری آنے والی نسلوں نے ان سکولوں میں پڑھنا ہے ہم ان کے لئے گراؤنڈ مہیا کر سکیں، کمروں میں چوری کی لکڑیاں موجود ہیں۔بچوں کے پڑھنے کی جگہ پر لکڑیاں موجود ہیں۔ بچیوں کے سکول میں معلمات ہی نہیں ہیں لہذا اس پر مہربانی کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!یہ تحریک التوائے کار5-مارچ کو موصول ہوئی تھی اسی کے مطابق ان کو کارروائی کرنے کی ہدایت کی گئی تھی ابھی انکوائری final نہیں ہوئی انشاء اللہ جب انکوائری رپورٹ آئے گی تو میں خود ان کو تسلی دلاتا ہوں کہ رپورٹ کے مطابق سختی سے عملدرآمد کراؤں گا۔

جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔ہم ہر وقت آپ کا حکم بجالاتے ہیں چونکہ سکول ایجوکیشن سب کے لئے اہم ہے، ہماری نسلوں کے لئے اہم ہے اس لئے اس انکوائری کی رپورٹ کے لئے time limit کر دیں تاکہ اگلے اجلاس میں یا جو بھی date دے دیں اس میں ملوث جتنے بھی اہلکاران ہیں انہیں فارغ کیا جائے جنہوں نے غیر قانونی طور پر تیرہ سال سے بچیوں کے سکول پر قبضہ کیا ہوا ہے، کلرک مافیا نے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:ملک صاحب!تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ کون کون سا ملازم فارغ ہو گا یا کس کے خلاف کارروائی ہو گی۔ انکوائری رپورٹ آ جائے انشاء اللہ ہم اس کے مطابق action لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر:انکوائری کی جو بھی رپورٹ آئے گی آپ اسے ایوان میں پیش کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:ملک صاحب!پارلیمانی سیکرٹری اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 161 ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!گزارش ہے کہ اس تحریک التوائے کا کو pending کیا جائے انشاء اللہ میں اس کا مفصّل جواب دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر:کب تک pending کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!جس دن کے لئے آپ مناسب سمجھتے ہیں pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:چلیں اس تحریک التوائے کار کو جمعرات تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر164/15 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں تو اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر168 محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ باسمہ چودھری اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

قبل از بجٹ بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے ایجنڈے کا اگلا آئٹم Pre-Budget Discussion ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سالانہ بجٹ 2015-16 کے لئے معزز ممبران سے بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث کا آغاز ہو چکا ہے۔ آج بھی بحث جاری رہے گی اور جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔ سب سے پہلے شیخ علاؤالدین صاحب کا نام ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ثریا نسیم صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا نام جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کا ہے۔ ملک صاحب! آپ پانچ منٹ بات کریں گے اور وقت کا خیال رکھیں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! Pre-Budget Discussion میں آنے والے بجٹ و اخراجات کے بارے میں بات کی جاتی ہے۔ میاں محمد شہباز شریف، خادم اعلیٰ پنجاب کے وژن کے مطابق پچھلی مرتبہ بہت اچھا بجٹ پیش کیا گیا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ شہری علاقوں میں تو ساری سہولتیں فراہم کر دی جاتی ہیں لیکن دیہی علاقوں کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی۔ میری تجویز ہے کہ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں دیہی علاقوں، کسانوں اور کاشتکاروں کو خاص طور پر مدنظر رکھا جائے۔ اس وقت آلو کی فصل کا بُرا حال ہے اگر اس فصل کے حوالے سے کوئی پالیسی بنا دی جاتی تو یہ صورتحال نہ ہوتی۔ آلو کے کاشتکار نے آلو کی فصل پر 80,000 سے 90,000 ہزار روپے خرچ کئے لیکن اس کی فروخت سے اسے اس وقت صرف 50,000 سے 60,000 ہزار روپے مل رہے ہیں۔ اس

صورتحال سے زمیندار پس چکے ہیں اور اگر اس حوالے سے بروقت export policy بنا دی جاتی تو آج آلو کے کاشتکار کے حالات ایسے نہ ہوتے۔ بجٹ برائے سال 2015-16 کے حوالے سے میری گزارش ہے کہ زمینداروں اور کسانوں کی جانب خصوصی طور پر توجہ دی جائے۔ شوگر کین کے معاملے میں بھی ہمارے ساتھ ہاتھ کیا گیا، پہلے -/180 روپے گنے کا ریٹ مقررہ کیا گیا اور پھر -/150 روپے فی من کے حساب سے گنے کی خریداری شروع کر دی گئی۔ میں یہ تجویز دوں گا کہ حکومت گندم کی support price کے حوالے سے بروقت اپنی پالیسی کا اعلان کرے اس سے کاشتکاروں کو فائدہ ہوگا۔

جناب سپیکر! پورے پنجاب میں milk collection ہوتی ہے۔ پرائیویٹ کمپنیاں لاکھوں ٹن کے حساب سے روزانہ دودھ collect کرتی ہیں اور یہ دودھ export ہو رہا ہے لیکن حکومت پنجاب کے پاس کوئی ایسی yardstick نہیں کہ کتنا دودھ اکٹھا کیا جاتا ہے اور کتنا export ہو رہا ہے؟ آنے والے بجٹ میں اس بابت بھی غور کیا جائے تاکہ حکومت پنجاب کو اس سے کوئی revenue حاصل ہو سکے۔

جناب سپیکر! آپ نے مجھے Pre-Budget Discussion کے لئے صرف پانچ منٹ کا وقت دیا ہے، ویسے تو آپ دریادل ہیں لیکن پتا نہیں میرے لئے کیوں کنجوس ہو جاتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ایسی کوئی بات نہیں۔ سب کے لئے پانچ منٹ کا وقت مقرر ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ pre-budget تجاویز ہم کس کو دے رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب note کر رہے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! کون سے منسٹر صاحب note کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جناب خلیل طاہر سندھو، وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور بجٹ تجاویز note کر رہے ہیں۔ خلیل طاہر سندھو صاحب! کیا pre-budget تجاویز آپ note کر رہے ہیں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جی ہاں میں note کر رہا ہوں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اگر ایوان کی یہی صورتحال رہی تو پھر ہمارا اللہ ہی حافظ ہے۔ اس وقت ایوان میں وزیر خزانہ موجود نہیں اور Pre-Budget Discussion ہو رہی ہے۔ یہ مذاق نہیں تو کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محکمہ خزانہ کے افسران گیلری میں موجود ہیں اور وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور بھی تجاویز نوٹ کر رہے ہیں۔ وزیر خزانہ ایک ضروری کام کی وجہ سے نہیں آ سکے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اس وقت ایوان میں وزیر خزانہ یا پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ کو موجود ہونا چاہئے تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، ارشد ملک صاحب! آپ بات کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ایوان میں وزیر خزانہ اور نہ ہی پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ موجود ہیں تو میں اس پر پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران سردار شہاب الدین خان اور محترمہ فائزہ احمد ملک
ایوان سے احتجاجاً واک آؤٹ کر گئے)

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ Pre-Budget Discussion کروا رہے ہیں اور ہم اپنی تجاویز دے رہے ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ آپ ہمارے مسائل کو نوٹ کروا دیں۔ میں نے ایک سوال کے ذریعے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ سیڈ کارپوریشن نے گندم کا بیج لگوایا اور وہ تیار ہو کر سیڈ کارپوریشن کے گودام میں آ گیا۔ اب ہوا یہ کہ جو نایاب قسم کی گندم کا بیج تھا اسے ڈیلرز لے گئے اور باقی بیج بروقت فروخت نہ ہو سکا۔ ہم زمینداروں اور کاشتکاروں کے لئے اس بیج کی بہت زیادہ قیمت رکھی گئی تھی۔ زمیندار اس قیمت پر یہ بیج نہ خرید سکے اور پرائیویٹ سیڈ کمپنیوں نے سستے داموں کسانوں کو گندم کا بیج مہیا کر دیا جس کی وجہ سے سیڈ کارپوریشن کا لاکھوں ٹن بیج یونہی پڑا رہا۔ اب سیڈ کارپوریشن نے اپنے گوداموں کو clear کرنے کی خاطر اس بیج کو auction کر دیا اور محکمہ خوراک کی عام گندم سے بھی سستے داموں یہ بیج فروخت کیا گیا۔ میں گزارش کروں گا کہ میری اس تجویز کو نوٹ کریں اور اس حوالے سے ایک جامع پالیسی بروقت بنائی جائے۔ کسانوں کو بیج سستے داموں فروخت کیا جائے۔ محکمہ سیڈ کارپوریشن جب کسانوں کو کوئی بیج فروخت کرتا ہے تو اس پر اپنا profit بھی لیتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ سیڈ کارپوریشن حکومت کا ادارہ ہے لہذا اسے منافع کے بغیر زمینداروں کو بیج فراہم اور فروخت کرنا چاہئے۔ ڈیلر حضرات اچھا اور معیاری بیج سیڈ کارپوریشن سے خرید لیتے ہیں اور پھر اسی بیج کو مہنگے داموں کسانوں کو فروخت کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں بھی ایک پالیسی وضع کی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر!حکومت پنجاب نے لائیو سٹاک کے حوالے سے بڑے اچھے پروگرام دیئے ہیں۔وفاقی حکومت کی طرف سے اس حوالے سے جو قومی پروگرام مرتب کیا جاتا ہے اس بابت حکومت پنجاب کو علم نہیں ہوتا تو پھر کسانوں کو کیسے پتا چلے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب!wind up کرلیں۔میں وزیر جنگلات جناب محمد آصف ملک سے گزارش کروں گا کہ وہ سردار شہاب الدین خان اور محترمہ فائزہ احمد ملک کو منا کر ایوان میں واپس لائیں۔وہ کچھ دیر پہلے واک آؤٹ کر گئے تھے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جی، بہتر ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ پنجاب نے ساہیوال میں ایک رورل ہیلتھ سنٹر کو upgrade کرنے کا حکم دیا تھا وہ ابھی تک pending ہے۔

جناب سپیکر!سابقہ گورنمنٹ سے لے کر آج تک 1122 عوام کے لئے بڑا effective and efficient department ہے اور چیف منسٹر پنجاب نے اُس کی approval بھی دی ہوئی ہے۔ساہیوال سے کمیر 32 کلومیٹر ہے اور اُس سے آگے عارف والا 25 کلومیٹر ہے۔اس کے درمیان 1122 کی کوئی سروس نہیں ہے لہذا اس بجٹ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات پر عملدرآمد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک صاحب!بہت شکریہ۔آپ تشریف رکھیں۔جناب امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!شکریہ۔میں اپنی گزارشات کو اپنے حلقہ تک سمیٹتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہے تو ہمارے ڈی ایچ کیو کی حالت بہت ہی کسمپرسی کی ہے تو میری یہ گزارش ہوگی کہ پنجاب کے اندر تمام تر توجہ اور فنڈز کی موجودگی کے باوجود ہمارے institutions deliver کرنے میں ناکام ہو رہے ہیں تو یہ میری تجویز بھی ہوگی اور میرا مطالبہ بھی ہوگا کہ چونکہ ہر ڈویژن میں ایک میڈیکل کالج موجود ہے تو تمام تر DHQs کو teaching hospitals کے ساتھ منسلک کر دیا جائے تو ان کے نظام کے اندر بہتری آ سکتی ہے۔ان DHQs میں house job doctors available ہو سکتے ہیں جس سے اُن ہسپتالوں کے نظام کے اندر بہتری آ سکتی ہے۔ان سہولیات کے ساتھ ساتھ procurement کا نظام پہلے EDO's کے حوالے ہے جہاں سے corruption کی بہت ساری شکایات موصول ہوتی ہیں تو جیسے teaching hospitals,

autonomous ہیں تو اگر ان DHQs کو بھی autonomous کرتے ہوئے اُن کے ساتھ منسلک کر دیا جائے تو اُس میں اس کا solutions موجود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میری یہ بھی گزارش ہوگی کہ اگر منسٹر صاحب مہربانی کرتے ہوئے یہ نوٹ فرما لیں کہ ہمارا ڈسٹرکٹ ملتان اور فیصل آباد کے درمیان میں ہے اور سڑکوں کی صورتحال بہتر نہ ہونے کی وجہ سے accidents کی شرح بہت زیادہ ہو گئی ہے لیکن ملتان سے لے کر فیصل آباد تک کسی ہسپتال میں Trauma Centre کی سہولت موجود نہیں ہے تو میری یہ گزارش ہوگی کہ اگر ٹوبہ ٹیک سنگھ ڈسٹرکٹ ہسپتال میں Trauma Centre and Kidney Centre بنا دیا جائے تو اس علاقہ میں بہت ساری سہولت حاصل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! میری ایک دوسری گزارش یہ ہوگی کہ حکومت پنجاب کی اب تمام تر توجہ بڑے شہروں کی جانب مبذول ہے کہ جو نئی یونیورسٹیاں اور نئے میڈیکل کالج بن رہے ہیں تو میری یہ گزارش ہوگی کہ اگر کوئی نئی یونیورسٹی یا نیا میڈیکل کالج بنانا چاہتا ہے تو اُن کے لئے شرط رکھ دی جائے کہ وہ اُن اضلاع میں جا کر بنائے جہاں یہ سہولت موجود نہیں ہے تو اس سے دور دراز کے علاقوں کے لوگوں کو بھی یہ سہولت میسر آ جائے گی۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میری یہ گزارش ہوگی کہ ہمارے شہر کے اندر سٹی ہسپتال جو پہلے ٹی ایچ کیو کا کام کرتا تھا اُس کی عمارت اور بلڈنگ موجود ہے جس پر حکومت کا کافی سارا پیسا خرچ ہو چکا ہے لیکن وہاں 24 گھنٹے کی سروس موجود نہیں ہے۔ ٹی ایچ کیو ہسپتال چونکہ شہر سے باہر ہے وہاں شہر سے جانے والے مریضوں کی تعداد بہت کم ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں جانے کے لئے مریض کو دو سو روپیہ کرایہ چاہئے تو میری یہ گزارش ہوگی کہ ہمارے سٹی ہسپتال میں ایمرجنسی اور گائنی کی سہولت 24 گھنٹے کے لئے فراہم کر دی جائے جس سے شہر کے لوگوں کو بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔

جناب سپیکر! جھنگ روڈ پر بی ایچ یو سنٹر واقع ہے جو جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے درمیان چک نمبر 388۔ج ب میں ہے اگر اُس کو upgrade کر کے آر ایچ سی بنا دیا جائے تو اس سے جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے درمیان کے کوئی 20/25 دیہات cater ہو سکتے ہیں اور وہاں سے لوگوں کو بہت سی سہولت حاصل ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے ضلع کی اندرون شہر کی سڑکوں کی پچھلے 15/20 سال سے کوئی repair and maintenance نہیں ہوئی ہے اور یہ ساری سڑکیں بڑی بری طرح ٹوٹی ہوئی ہیں تو میری گزارش ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر کی سڑکوں کے لئے اس ADP میں خصوصی فنڈز رکھے جائیں۔ اس

کے ساتھ ساتھ ہمارا ٹوبہ ٹیک سنگھ نئی بننے والی موٹروے کو touch کرنے جارہا ہے تو اس کے بائی پاس کا آدھا حصہ مکمل ہوا ہے اور آدھا ابھی مکمل نہیں ہوا تو میری یہ گزارش ہوگی کہ آنے والے سال میں اس آدھے بائی پاس کو بھی مکمل کیا جائے تاکہ موٹروے کے ساتھ بڑھنے والی ٹریفک کے لئے یہ ضروری ہوگا۔

جناب سپیکر! ہمارے علاقہ کے چھوٹے چھوٹے کاشتکار پرائیویٹ ایجوکیشن کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے تو دیہات کے اندر کم از کم بچیوں کے جو پرائمری سکول ہیں اُن کو مڈل سکول کا درجہ دیا جائے۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر سردار شہاب الدین خان اور محترمہ فائزہ احمد ملک
واک آؤٹ ختم کر کے معزز ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ welcome سردار شہاب الدین خان صاحب اور محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ! منسٹر صاحب! آپ کا بھی بہت شکریہ۔ جناب کانجی رام صاحب!

جناب کانجی رام: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جیسا کہ 16-2015 کے pre-budget کی بحث میں معزز ممبران کی طرف سے تجاویز پیش کی جارہی ہیں تو سب سے پہلے میری یہ گزارش ہوگی کہ اس 16-2015 کے بجٹ میں اقلیتی ڈویلپمنٹ فنڈز کو بڑھایا جائے بلکہ اُس فنڈ کو double کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش ہوگی کہ 14-2013 اور 15-2014 میں جو اقلیتی ڈویلپمنٹ فنڈ تھا وہ ڈویژن بہاولپور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور فیصل آباد کے لئے تھا تو میری گزارش ہوگی کہ اس فنڈ کو جنوبی پنجاب کے لئے مختص کیا جائے تاکہ جنوبی پنجاب کے لوگ بھی اس سہولت سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح وزیر اعلیٰ پنجاب کا دانش پبلک سکول ایک بہت انقلابی اقدام ہے تو میری یہ گزارش ہوگی کہ دانش پبلک سکول سمیت تمام تعلیمی اداروں میں minorities کے بچوں کے لئے 5 فیصد کوٹا مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ جنوبی پنجاب میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کا بھی انعقاد کیا جائے اور اُس میں minorities کے لئے بھی 5 فیصد کوٹا مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ رحیم یار خان پنجاب، سندھ اور بلوچستان کے سنگم پر واقع ہے تو تینوں صوبوں سے مریض رحیم یار خان میں آتے ہیں تو وہاں پر ایمرجنسی کے علاوہ بھی تمام ادویات کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔

جناب سپیکر! چولستان کی allotment میں minorities کے لئے کوٹا مختص کیا جائے اور اُس کی ڈویلپمنٹ میں minorities کے علاقہ جات کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! کچی آبادیوں میں minorities کے جو لوگ رہائش پذیر ہیں اُن کو نہ صرف مالکانہ حقوق دیئے جائیں بلکہ کچی آبادیوں کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ وہ لوگ بھی اُن سہولتوں سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر! جیسا کہ کسی بھی قسم کی ترقی کا راز ایجوکیشن پر ہے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں minorities کے بچوں کے داخلہ کے لئے سیٹیں مختص کی جائیں تاکہ وہ بھی تعلیم جیسی مفید سہولت سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر! ییلو کیب سکیم وزیر اعلیٰ پنجاب کا ایک انقلابی اقدام ہے تو میری یہ بھی گزارش ہو گی کہ اُس کے لئے بھی minorities کا کوٹا مختص کیا جائے۔ میری یہ چند ایک گزارشات ہیں جو میں نے آپ کے توسط سے حکومت تک پہنچائی ہیں۔ بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جناب شہزاد منشی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب ذوالفقار علی خان صاحب!

جناب ذوالفقار علی خان: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے Pre-budget discussion میں حصہ لینے کا موقع دیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تمام منسٹریز یا کمیٹیز اس ایوان کو اس pre-budget discussion سے پہلے آگاہ کرتیں کہ پچھلے سال ہم نے جو اہداف مقرر کئے تھے کیا وہ ہم نے achieve کئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب نے یہاں تقریر کی تھی لیکن آپ موجود نہیں تھے۔ آپ شاید اس دن موجود نہیں تھے جس دن انہوں نے اس بحث کا آغاز کیا تھا۔ انہوں نے یہ ساری باتیں بتائی تھیں۔ وہ جب wind up کریں گے اس دن بھی ساری باتیں بتائیں گے۔

جناب ذوالفقار علی خان: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں تو چاہ رہا تھا کہ تمام کمیٹیز اور منسٹریز بتاتیں۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ وزیر اعلیٰ کے وژن کے مطابق بجٹ تو ہم تیار کر لیتے ہیں لیکن میری پچھلے ڈیڑھ دو سال سے جو ذاتی observation ہے اس میں وزیر اعلیٰ کا مشن ہے کہ ان پراجیکٹس کو یا کاموں کو جلد از جلد مکمل کیا جائے لیکن افسوس یہ ہے کہ ہماری انتظامیہ اور اس کی مشینری جب تک ان پر implement کرنے کے قابل نہیں ہو گی تو اس وقت تک ہم وہ اہداف حاصل نہیں کر سکیں گے۔ مثال کے طور پر ہم ٹیکنیکل ایجوکیشن کو لے لیتے ہیں۔ ہمارا پچھلے سال وژن یہ تھا کہ ہم پنجاب سے سالانہ ایک ملین لوگوں کو ٹیکنیکل تربیت دیں گے کیا ہم نے پچھلے سال وہ achieve کر لیا ہے اگر نہیں کیا تو اس میں کیا کیا خامیاں رہ گئی ہیں، پنجاب کے 22 اضلاع میں پولی ٹیکنیکل کالجز موجود ہیں کیا ہم ان لوگوں کو زمانے کے مطابق ٹریننگ دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں محترم منسٹر نے tax collection کی بات کی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ ٹیکس تو پہلے ہی کافی ہیں لیکن ہمارے پاس ٹیکس کی وصولی کا طریقہ نہایت فرسودہ اور پرانا ہے۔ میں اس کی ایک مثال آپ کو دیتا ہوں کہ services sector میں جو OIP's ہیں ان پر بھی بجٹ میں ٹیکس لگایا گیا ہے۔ پنجاب ریونیو اتھارٹی کے ساتھ میٹنگز ہونے کے باوجود ٹیکس لگایا گیا کیونکہ OIP's کو وفاقی حکومت کی Ministry of Labour regulate کرتی ہے۔ پنجاب سے سالانہ تقریباً ساڑھے پانچ لاکھ لوگ بیرون ملک جاتے ہیں اور اگر ان کی تجاویز پر عمل کر لیا جاتا تو 55 کروڑ روپے سالانہ ٹیکس مل سکتا تھا لیکن پنجاب ریونیو اتھارٹی کا وہی بھدا اور پرانا طریقہ لوگوں کو threat کے letters لکھنا ہے، لوگوں کو دھمکیاں دینا ہے اور زبردستی جس کا اخبار میں اشتہار آئے گا اس کو پکڑ کر اس سے ٹیکس لے لینا ہے۔ یہ طریق کار ٹھیک نہیں ہے۔ ہمیں ریونیو اتھارٹی اور ٹیکس کلکٹرز کو ٹریننگ دینا پڑے گی۔ میرے ذاتی خیال میں یہ ٹرینڈ لوگ نہیں ہیں۔ ان کا رویہ وہی فرسودہ اور پرانا ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں تمام محکموں جیسے ایجوکیشن، ہیلتھ یا ایگریکلچر ہو ان کی انتظامیہ پر توجہ دینا پڑے گی۔ میری تجویز یہ ہے کہ الحمدللہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے پاس 325 سے زیادہ ایم پی ایز موجود ہیں۔ ہمیں دس دس ایم پی ایز کی کمیٹی بنانی چاہئے۔ ہمارے 36 اضلاع ہیں کمیٹیاں بنا کر ہر ضلع سے ہیلتھ، ایجوکیشن، انفراسٹرکچر اور تمام جتنے شعبے ہیں ان کی forces سے کام لینا چاہئے تاکہ وہاں کی انتظامیہ ان کو فعال کر سکے۔ اس کے بعد وہ اپنی reports وزیر اعلیٰ کو دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ آپ کے پاس بہت بڑا source ہے اس سے کام لیجئے۔ اگلے سال تین سالوں کا ہر حلقہ کے حساب سے ڈویلپمنٹ کا ایک طریق کار وضع کر کے اس کو آگے بڑھائیں۔

جناب سپیکر!ایجوکیشن پر الحمد للہ وزیر اعلیٰ کے وژن کے مطابق بہت اچھا کام ہوا۔ایجوکیشن میں میرا مشاہدہ ہے کہ کافی improvement ہے اور ہم آگے جا چکے ہیں۔

جناب سپیکر!صحت کے شعبہ میں ہماری کارکردگی اس وقت بہت اچھی نہیں ہے۔ میں نے خود بھی request کی تھی کہ جو PRSB سے پنجاب کی جان چھڑا دیں۔ میرے خیال میں میرے تمام دوست اس سے اتفاق کریں گے۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ 31۔مارچ کے بعد PRSB کے contract کو ختم کیا جا رہا ہے لیکن مجھے ابھی پتا چلا ہے کہ تین چار مہینے کے لئے اسے اور extend کر دیا گیا ہے۔ خدا کے لئے تمام ہسپتال، ڈسپنسری سے لے کر ٹی ایچ کیو تک کو محکمہ صحت کے حوالے کریں تاکہ کوئی تو ہمیں جواب دے سکے کہ یہاں پر خامیاں کیوں ہیں۔

جناب سپیکر!زراعت کے حوالے سے میں اپنے مشاہدہ کے مطابق بات کروں گا کہ محکمہ زراعت کی کارکردگی zero ہے۔ ہمیں اس پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ ہماری زراعت جب تک مضبوط نہیں ہوگی اس وقت تک ہم پنجاب کو آگے نہیں لے جا سکیں گے کیونکہ ہماری growth میں زراعت کا 30 فیصد حصہ ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ روزگار پروگرام میں باقی لوگوں کے ساتھ ساتھ کسان کو بھی شامل کیا جانا چاہئے۔ میرے اندازے کے مطابق پنجاب میں آٹھ لاکھ ٹیوب ویل ہیں ان کو gradually ہر سال جتنا بجٹ سے ممکن ہو 50 فیصد ان کو subsidy دے کر ان تمام ٹیوب ویلوں کو شمسی توانائی پر منتقل کیا جائے۔ میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب!باری بھی آپ کی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کروں گا۔ میرے ہاتھ میں روزنامہ "نوائے وقت" ہے۔ میں خود براہ راست اس معاملہ کو اچھی طرح سمجھتا بھی ہوں۔آپ کو معلوم ہے کہ ہیپاٹائٹس یعنی کالا یرقان killer disease ہے اور یہ silent killer ہے۔اس کی proper screening کے لئے kits ہوتی ہیں اور اس کے علاج کے لئے interferon Injections ہوتے ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ اس مالی سال 2014-15 میں ابھی تک interferon Injections خرید کر سرکاری ہسپتالوں میں علاج کے لئے مستحق مریضوں کو فراہم نہیں کئے جا سکے۔

اس کے علاوہ بہت سے ہسپتالوں میں اس وقت kits بھی موجود نہیں ہیں۔ یہ مجھے براہ راست معلوم ہے۔ یہ جو بدانتظامی ہے اس کو کس نے look after کرنا ہے۔ غریب آدمی ٹیکس دیتا ہے اس کے ذریعے government exchequer بنتا ہے۔ میں تو یہ صرف ایک شعبہ کی بات کر رہا ہوں۔ میں آپ کے توسط سے عرض کرتا ہوں کہ یہاں جو بھی وزراء بیٹھے ہیں اور یہاں جو بھی بات ہوتی ہے اس پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ آپ شفقت کر دیتے ہیں اور بعض اوقات directions بھی دے دیتے ہیں اور کبھی کبھی گورنمنٹ کی production بھی کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس حوالے سے معاملات بہتر طریقے سے نہیں چل رہے۔ میں آپ کے توسط سے گورنمنٹ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہیپاٹائٹس کے injection and kits کو فی الفور خرید کر ہسپتالوں میں بھجوائیں یقیناً اس حوالے سے بڑی پریشانی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ اس حوالے سے تحریک التوائے کار دے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ میرا time بھی ہے اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور بہاولپور کی عوام کی محبت کے ساتھ تیسری دفعہ اس ایوان میں آیا ہوں لیکن آپ یقین کریں میں بڑے دکھ سے اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ اسمبلی کی اتنی کسمپرسی پہلے کبھی نہیں تھی۔ ہم روزانہ کارروائی کو دیکھتے ہیں۔ سرکاری بنچوں اور اپوزیشن کے بنچوں سے جو بھی تحاریک التوائے کار آتی ہیں ان کے proper جوابات نہیں ہوتے۔ منسٹر صاحبان جواب دیتے نہیں۔ ہمیں محترم گوندل صاحب سے بڑی ہمدردی ہے۔ یہ ہمارے مظلوم بھائی ہیں۔ انہیں جو پکڑا دیا جاتا ہے وہ ہمیں سنا دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ بات نہ کریں۔ آپ کم از کم یہ بات نہ کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ نے Pre-budget Discussion رکھی ہے۔ آپ نے Friday کو announce کر دیا۔ وزیر خزانہ کی طرف سے کم از کم کوئی چیز آنی چاہئے تھی کہ یہ معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ اس دن موجود نہیں تھے جس دن انہوں نے بات سامنے رکھی تھی۔ آپ ادھر نہیں تھے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایوان کا کوئی decorum بھی اس حوالے سے ہونا چاہئے۔یہاں پر متعلقہ منسٹر موجود ہو جو چیزوں کو note کرے اور اس کے نتیجے میں کوئی چیز سامنے آئے اور بعد میں کوئی feedback بھی آئے کہ یہ باتیں یہاں پر ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ بات کریں آپ کی ہر بات note کرنے کے لئے منسٹر بھی موجود ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس طرح کوئی بھی بات نہیں کرنا چاہتا کہ یہاں پر بات ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! وہ آپ کی مرضی ہے۔

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انہوں نے اگر اس طرح اپنی بات کرنی ہے تو وہ پھر اپنے کورم کو بھی پورا کروائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب نے کورم کی نشاندہی کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! انہوں نے کورم کی نشاندہی نہیں کی ویسے ہی بات کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! نہیں۔انہوں نے کورم کی نشاندہی کی ہے اس لئے گنتی کی جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے یہ کوئی بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
گنتی کی گئی ہے۔کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنیٹاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: کورم پورا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی شروع کی جائے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب! آپ تشریف رکھیں میں آپ کو ٹائم دوں گا۔آئین کے آرٹیکل۔144 کے تحت ایک قرارداد ہے۔وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اپنی قرارداد پیش کرنے کے لئے اجازت کی تحریک پیش کریں گے۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے آرٹیکل141(1) کے تحت اجازت کی تحریک

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! I move:

> "That the leave be granted to move a Resolution under clause (1) of Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the leave be granted to move a Resolution under clause (1) of Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan."

جو معزز ممبران اس تحریک کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر سید وسیم اختر کے علاوہ تمام معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

More than 100 members are available.

اسمبلی نے اجازت دے دی ہے لہذا وزیر صاحب اپنی قرارداد پیش کریں۔

(تحریک منظور ہوئی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! قرارداد کہاں پر ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! قرارداد ابھی آ جاتی ہے۔

قرارداد

مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) سے وفاقی اور صوبائی قوانین کی درست اشاعت کا مطالبہ

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! I move:

> "That the Provincial Assembly of the Punjab resolves in terms of Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan that the Majlas-e-Shoora (Parliament) may, by law, regulate matters relating to accurate publication of Federal and Provincial Law."

MR ACTING SPEAKER: The Resolution moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab resolves in terms of Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan that the Majlas-e-Shoora (Parliament) may, by law, regulate matters relating to accurate publication of Federal and Provincial Law."

The resolution moved and question is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab resolves in terms of Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan that the Majlas-e-Shoora (Parliament) may, by law, regulate matters relating to accurate publication of Federal and Provincial Law."

(The Resolution is passed.)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! اب تو ممبران کی تعداد بھی پوری ہے اور معزز منسٹر بھی موجود ہیں تو اب کیا ہو گیا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ ان کو ٹائم دے دیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اقلیتی امور کے معزز منسٹر کا بطور لاء منسٹر notification ہے یا نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترم پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! جواب تو سندھو صاحب نے دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی بھی منسٹر اس کو پیش کر سکتا ہے۔ اس پر لاء منسٹر نہیں بلکہ ایک منسٹر لکھا تھا۔

سردار شہاب الدین خان: اگر آپ Rule پڑھ لیں تو بہتر ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحب! آپ بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ابتدا میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے انہیں کہا کہ تحریک پیش کریں اور انہوں نے تحریک پیش کر دی لیکن کیا یہ اخلاقی جواز نہیں بنتا تھا کہ جو بھی قرارداد ہو وہ اس طرف پہلے دکھالی جاتی کہ فلاں قرارداد ہے۔ وہ قرارداد پیش کر دی ہے لیکن کوئی معلوم نہیں ہے کہ کیا قرارداد ہے؟ اس طرح یہ کوئی اخلاقی جواز نہیں بنتا۔ اب ظاہر ہے کہ انہوں نے قرارداد پیش کر دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایجنڈے پر قرارداد آ گئی تھی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں اصولی طور پر اس قرارداد سے اتفاق کرتا ہوں لیکن یہ process ٹھیک نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ڈاکٹر صاحب! اب آپ اس پر بات کر لیں۔

قبل از بجٹ بحث

(۔۔۔جاری)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں دو تین اصولی باتیں Pre-budget Discussion کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ 16/17 رکنی پارلیمانی کمیٹی اسمبلی کے Rules کو amend کرنے اور بہتری لانے کے لئے بنائی گئی تھی تاکہ اسمبلی کی working بہتر ہو جائے۔ اس کمیٹی کو بنے ہوئے بھی مہینہ ڈیڑھ مہینہ ہو گیا ہے لیکن اس کا اجلاس ابھی تک نہیں ہو سکا۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چیئرمین کمیٹی رانا ثناء اللہ صاحب کو آپ direction دیں کہ اس کا اجلاس جلدی بلائیں تاکہ ہم بیٹھ کر Rules میں بہتری لانے کی کوشش کریں۔ بے شک Rules موجود نہیں تھے لیکن سابقہ سپیکر صاحبان کی طرف سے یہ relaxation تھی کہ اگلے دن آنے والے سوالات کو ایک دن پہلے اسمبلی کے اندر دے دیا جاتا تھا جس پر ممبران اس کی تیاری بھی کر لیتے تھے اور سب کو پتا بھی چل جاتا تھا کہ کس کس کے سوالات ہیں۔ جس جس ممبر کا سوال ہوتا تھا وہ کوشش کرتے تھے کہ Question Hour کے اندر اسمبلی میں موجود رہیں اور سوال کے حوالے سے ضمنی سوال کرنے ہیں یا وہ سوال صحیح ہے یا غلط ہے تو اس پر اپنا اظہارِ خیال بھی کر سکتے تھے لیکن اب جب ہماری طرف سے یہ بات آتی ہے کہ ایک دن پہلے سوالات دے دیئے جائیں تو concern منسٹر اس کی نفی کرتے ہیں اور Chair کی طرف سے بھی یہ بات آتی ہے کہ Rules اس کی اجازت نہیں

دیتے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو ہمیں بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح جو amendments ہم دے دیتے ہیں اس پر ہم تین تین، چار چار دن discuss کرتے ہیں لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلتا اسی طرح بجٹ اجلاس ایک مہینہ چلے گا، بجٹ پیش ہو جائے گا، اس پر ہم cut motions دیں گے اور اس پر محض تقاریر ہوں گی لیکن اس بجٹ میں تبدیلی ایک پیسے کی بھی نہیں ہونی اور نہ ہی ہوتی ہے۔ جو کمیٹی آپ نے notify کی تھی جس میں 16/17 ممبران ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کمیٹی کا اجلاس ہو جانا چاہئے تاکہ کوئی بہتری ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل رانا ثناء اللہ صاحب آئیں گے تو ان سے کل بات کر لیتے ہیں۔ ابھی آپ اس issue پر بات کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ Pre-budget Discussion یہاں پر اس حوالے سے ہو جائے تو اچھی بات ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایوان کی Select Committees کو بھی Pre-budget Proposals دینی چاہئیں کیونکہ ہر ڈیپارٹمنٹ کی Select Committee ہے۔ برطانیہ کا ہاؤس آف کامن، انڈیا کی لوک سبھا اور امریکہ کی جو کانگریس ہے وہاں پر ان کی Select Committees authorize اور طاقتور ہیں، وہ ہر ڈیپارٹمنٹ کے بجٹ پر بحث کرتی ہیں، اس کو thrash out کرتی ہیں اور ان کی recommendations پر concern اسمبلی ان چیزوں کو sort out کرتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک Rules نہیں بنتے اور بجٹ میں بھی ابھی کافی وقت موجود ہے تو گورنمنٹ اگر حوصلہ کرے تو متعلقہ محکموں کا جو بجٹ ہے اس کی Pre-budget Proposals ہماری تمام Select Committees کو serve کر دیں تو اس کے اندر یقیناً ایک عوامی touch آ جائے گا۔ ان کے ذریعے سے جو proposals آئیں گی اور ان کو incorporate کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہتر عمل ہو گا اور اس میں عوام کی رائے بھی شامل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! دوسری اصولی بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ وفاق کی سطح پر نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ آ جاتا ہے جس کے نتیجے میں Federal Divisible Pool میں سے صوبوں کو allocation ہو جاتی ہے۔ ہم نے پہلے بھی اس مطالبے کو بار بار اٹھایا ہے کہ Federal Divisible Pool میں سے جو NFC ایوارڈ صوبوں کو دیا جاتا ہے اس حوالے سے ہم آگے بڑھیں اور اب ڈسٹرکٹ فنانس کمیشن ایوارڈ announce کریں۔ اس کے ہم parameters بنا سکتے ہیں یعنی اس میں آبادی اور پسماندگی رکھ سکتے ہیں۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس میں ہم illiteracy کو بنیاد بنا سکتے ہیں یا صحت کے معاملات کو بنیاد بنا سکتے ہیں۔ اس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ جنوبی پنجاب اس حوالے سے ماضی میں محروم رہا ہے چاہے ڈی جی خان، راجن پور، بہاولپور یا بہاولنگر ہے۔ میں آج اس حوالے سے اس موقع پر ایک حوالہ بھی دینا چاہتا ہوں کہ PILDAT ایک این جی او ہے جو Parliamentarians کی information اور ان کی capacity building کے لئے کام کرتی ہے۔ PILDAT نے دو سال قبل لاہور کے ایک ہوٹل کے اندر awareness meeting رکھی تھی جس میں انہوں نے مجھے بھی مدعو کیا تھا، منسٹر صاحبان بھی تھے اور کچھ ایم پی اے صاحبان بھی موجود تھے۔ انہوں نے پنجاب کے اندر ڈویلپمنٹ گرانٹ کے اخراجات کے حوالے سے discussion کروائی اور graphic representation بھی سامنے دیوار پر لگائی کہ پنجاب کے اندر ڈویلپمنٹ کے اخراجات کس طریق کار کے تحت ہو رہے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ لاہور ہمارا Capital city ہے جو ہمارا ہے اور سارے شہر ہی ہمارے ہیں لیکن گزارش یہ ہے کہ PILDAT میں ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی طرف سے وہ data آیا ہوا تھا جو graphically represent کیا جا رہا تھا۔ لاہور میں ڈویلپمنٹ کے اخراجات کی جو expending تھی وہ پورے صفحے کے اوپر سے نکل رہی تھی یعنی graph کے لئے اوپر کوئی جگہ نہیں تھی کہ وہ مزید اوپر جائے کیونکہ صفحہ ختم ہو گیا تھا جبکہ اس کے مقابلے میں راجن پور، ڈی جی خان، بہاولپور، وہاڑی یا بہاولنگر کے شہر تھے ان کی base line سے بمشکل ایک آدھی لائن اوپر اٹھ رہی تھی۔ اس حوالے سے in figures بات یہ سامنے آئی کہ اگر پنجاب میں 100 روپے ڈویلپمنٹ گرانٹ موجود ہوتی ہے تو 60 روپے لاہور پر لگتے ہیں۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

اگر گپ شپ کرنی ہے تو لابی میں چلے جائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! باقی کے 40 روپے 35 اضلاع میں تقسیم ہوتے ہیں اور اس تقسیم میں سے بھی فیصل آباد، گوجرانوالہ اور راولپنڈی میں گرانٹ زیادہ لگ رہی ہے جبکہ باقی شہروں میں کم لگ رہی ہے۔ محترم پارلیمانی سیکرٹری note فرما رہے ہیں تو میں اس حوالے سے یہ گزارش کروں گا کہ اس دفعہ نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ کے ساتھ ڈسٹرکٹ فنانس کمیشن ایوارڈ بھی دیں تاکہ ضلع کی ضروریات کے مطابق اخراجات ہوں۔ لاہور میں ہم جس وقت آتے ہیں تو کہیں نہ کہیں انڈر پاس، پُل اور روڈ کی extension بلکہ اربوں روپے کے منصوبے اس وقت بھی لاہور شہر کی ڈویلپمنٹ کے لئے رواں دواں

ہیں۔ میں اگر بہاولپور کو اس کے ساتھ relate کروں تو بہاولپور میں ایک ہی بڑا سر کلر روڈ ہے جس کی ایک سائیڈ پر ادویات کی مارکیٹ ہے اور دوسری طرف بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال ہے۔اب ٹریفک بڑھ گئی ہے جس کی وجہ سے تین چار مہینے میں کسی مریض کے attendant کی ایک casualty ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحبان چٹ پکڑاتے ہیں کہ یہ ادویات لے کر آؤ کیونکہ فوراً آپریشن کرنا ہے جس پر attendant پریشانی کی حالت میں بھاگتا ہے اور سڑک cross کرتا ہے۔ایکسیڈنٹ ہوتا ہے، میں نے بتایا ہے average 3/4 مہینے میں ایک death ہو جاتی ہے اور مسلسل وہاں کمشنر سے بھی، ڈی سی او سے بھی اور ایوان کے اندر بھی میں نے یہ بات کی کہ کم از کم وہاں پر ایک overhead bridge ہمیں دے دیں جو main traffic کو ہسپتال کی طرف سے گزار دے تاکہ نیچے rush کم ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیزیں address ہونے والی ہیں اور ہمیں ان کو دیکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ over the years میں یہ دیکھ رہا ہوں، ماضی میں بھی دو دفعہ اسمبلی کے اندر رہا ہوں، اب جب block allocation کا حجم بڑھتا جا رہا ہے اور اس کے بعد جب block allocation رکھ دی جاتی ہے تو پھر اس کو اپنی مرضی کے مطابق جہاں اپنے منصوبے ہوتے ہیں اور جہاں ووٹ زیادہ بن سکتے ہیں یا کوئی سیاسی ضروریات ہوتی ہیں تو اس کے مطابق اخراجات ہو رہے ہوتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھا طریق کار نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ہے کہ آپ کچھ block allocation رکھ لیں لیکن main chunk جو ہے وہ پراجیکٹس کے حوالے سے تقسیم ہونا چاہئے اور اسمبلی کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ پیسے اس حوالے سے کہاں خرچ ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی add کرنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کی نئی بلڈنگ کے متعلق کچھ نہ کچھ پتا لگا کہ کوئی رقم آئی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آنے والے بجٹ کے اندر اب اتنی رقم۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں آپ کو یہ خوشخبری سنا دیتا ہوں کہ وزیراعلیٰ نے commitment کر لی ہے اور انشاء اللہ اس سال کے بجٹ میں اس کے لئے پیسے رکھے جائیں گے اور امید ہے کہ انشاء اللہ یہ بلڈنگ اگلے سال تعمیر ہو جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! حکومتی بنچوں کے ساتھ میں بھی ڈیسک بجاتا ہوں اور اگر وزیراعلیٰ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، دس کروڑ روپے اس مقصد کے لئے جاری کر دیئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس کے لئے شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہو جائے۔ اسی طرح میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کچھ پراجیکٹس ایسے ہیں مثلاً وزیر آباد کے اندر انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی بلڈنگ کھڑی ہو گئی ہے لیکن کئی سالوں سے funding نہیں ہو رہی کیونکہ پچھلے regime نے اس کی بلڈنگ بنائی تھی تو یہ اچھا طریق کار نہیں ہے۔ اسی طرح ہوتا ہے کہ لگاتا کوئی ہے اور فائدہ کوئی اور اٹھاتا ہے، قومیں تو اسی طرح چلتی ہیں۔ اس موقع پر میں ایک واقعہ سناتا ہوں کہ ایک بہت ہی سفید ریش بزرگ آم کا پودا لگا رہے تھے تو گزرنے والے کسی نوجوان نے کہا کہ آپ یہ آم کا پودا لگا رہے ہیں تو آپ اپنی عمر دیکھیں کہ آپ اس کا پھل کیسے کھائیں گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ میں آج جو آم کھاتا ہوں یہ میرے دادا جی نے پودا لگایا تھا۔ اس طرح کے کچھ پراجیکٹس شروع ہو گئے تو ان کی تکمیل میرے خیال میں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سال میں ایک دفعہ بجٹ آجاتا ہے اور سال کے بعد جب اگلا بجٹ آتا ہے تو ضمنی بجٹ بھی آجاتا ہے تو اس وقت ہمیں پتا چلتا ہے کہ کتنی بڑی رقم reappropriate کر دی جاتی ہے کہ ایک پراجیکٹ سے نکال کر دوسرے پراجیکٹ میں چلی جاتی ہے تو اسمبلی کہاں گئی؟ اسمبلی میں جو بجٹ دیا ہوتا ہے تو آخر اس کی بھی sanctity ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی midterm review ہونا چاہئے کہ مختلف منصوبے جو اسمبلی نے پاس کئے ہیں، ان کی کیا position ہے، ان کی رقم وہاں پر موجود ہے یا نہیں ہے؟ میں ایسے منصوبے point out کر سکتا ہوں مثلاً بہاولپور کے اندر پچھلے ڈیڑھ سال سے کڈنی انسٹیٹیوٹ بنایا گیا ہے، بلڈنگ مکمل ہے، سامان آ گیا ہے، SNE کے اندر پوسٹیں نہیں مل رہیں۔ میں آج بھی سیکرٹریٹ گیا ہوا تھا اور ڈپٹی سیکرٹری ہیلتھ سے میں نے واویلا کیا کہ اللہ کے بندے کوئی خدا کا خوف کرو، بلڈنگ آج wear and tear کے اندر جا رہی ہے، ڈیڑھ سال سے مکمل پڑی ہے اور ہر کام مکمل ہو گیا ہے لیکن SNE نہیں دے رہے۔ وہ آئے گی تو یہ functional ہو گی اور وہ جو equipment آتا ہے اس کی ایک certain period میں گارنٹی ہوتی ہے کہ اتنے period میں اگر اس میں wear and tear ہو جائے گا، خراب ہو جائے گی تو وہ پرزے replace کریں گے بلکہ پوری مشینری replace کریں گے۔ اب جب ڈیڑھ سال کنٹینرز کے اندر مشینری اسی طرح پڑی رہی تو وہ اس کے اندر ضائع ہو جائے گی اور کمپنی کی طرف سے equipment کی replacement کا period گزر گیا ہے تو اس کو کس نے دیکھنا ہے۔ یہ اسی وجہ سے ہے کہ درمیان میں اس حوالے سے کوئی چیک نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ دس کروڑ لوگوں کا اتنا بڑا

صوبہ پنجاب ہے جہاں اتنے سارے محکمہ جات میں اس حوالے سے centralization بہت ہے۔ میں تو اگلے کسی موقع پر اسمبلی میں یہ قرارداد بھی پیش کروں گا کہ ہمارے رولز کے اندر جو Government means Secretary ہے یہ تبدیل ہونا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ معزز منسٹرز مجھے اس حوالے سے favour کریں گے اور میں یہ قرارداد اسمبلی میں tender کرنا چاہتا ہوں کہ Government means Minister تو منسٹر کو گورنمنٹ consider ہونا چاہئے جس کے نتیجے میں ایک عوامی آدمی جب منسٹر ہوتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ کیا problems ہوتے ہیں۔ بیوروکریسی کو اس حوالے سے کوئی معاملات کا علم نہیں ہوتا تو یہ قرارداد کسی موقع پر اگر پیش ہو گی تو میں چاہوں گا کہ اس پر حکومتی بنچز بھی اچھے طریقے سے غور کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! جلدی سے wind up کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ اس حوالے سے بجٹ کا midterm review ہونا چاہئے۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو reappropriation ہے یہ اسمبلی کے notice کے بغیر ہوتی ہے، چلیں آپ اسمبلی کو نہیں بتانا چاہتے لیکن اتنا تو آپ کر سکتے ہیں کہ ہماری پنجاب اسمبلی کے اس ایوان کی فنانس کمیٹی کے اندر کم از کم reappropriation کے لئے حکومت move کرے اور اس کمیٹی سے ہی پوچھ لے کہ ہم یہ reappropriation کرنا چاہتے ہیں تو اس سے اس ایوان کی عزت موجود رہنی چاہئے۔ میں اس حوالے سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک باتیں ہوئی ہیں لیکن عملی طور پر پراجیکٹس نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! بے روزگاری بہت زیادہ ہے اور میں اس وقت سے ڈرتا ہوں کہ جب یہ پی ایچ ڈی، ایم ایس سی اور ایم اے پاس پڑھے لکھے نوجوان نائب قاصد کے لئے ہمارے دفاتر کے چکر لگاتے ہیں اور دھکے کھاتے ہوئے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں نائب قاصد ہی کہیں لگوادیں۔ میرے پاس مسیحی برادری سے تعلق رکھنے والے دو نوجوان آئے کہ بہاولپور میں سوشل سکیورٹی کے اندر دو سینٹری ورکرز کی پوسٹیں موجود تھیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں وہاں لگوادیں تو میں انہیں گاڑی میں بٹھا کر وہاں چلا گیا۔ دفتر میں بیٹھ کر انہیں کہا کہ یہ ہمارے دو مسیحی بھائی یہاں پر لگنا چاہتے ہیں اور میں ان کی سفارش کرنے آیا ہوں۔ انہوں نے اپنے پی اے کو bell دی کہ فائل لے کر آؤ۔ جب فائل آئی تو اس میں دو درخواستیں ایم اے اسلامیات فرسٹ کلاس بہاولپور کے بچوں کی رکھی تھیں اور بتایا کہ انہوں نے بھی دو پوسٹوں پر سینٹری ورکر تعینات کرنے کی درخواست دی ہے۔ جناب ڈائریکٹر نے کہا کہ میں نے ان دونوں

نو جوانوں کو بلایا اوران سے پوچھا کہ یہ فوج کا سینٹری ورکر نہیں ہے کہ جس پر فیتی لگی ہوتی ہے اور وہ چھوٹا موٹا افسر بھی ہوتا ہے۔پتا ہے آپ نے کیا کام کرنا ہے؟انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہے کہ روز صبح دفتر آ کر جھاڑو دینا ہے اور گیلا کپڑا کر کے تیر مارنا ہے اور بوقت ضرورت بند گٹر کے اندر گھس کر اس کی صفائی بھی کرنی ہے۔

جناب سپیکر!اسلامیہ یونیورسٹی کے اندر پچھلے سال 850اسامیوں کی add آئی جبکہ پچھلے وی سی نے دو تین بندے ضرورت کے تحت رکھ لئے تھے حالانکہ clear اسامیاں 200 تھیں خیر اس سے بحث نہیں ہے۔850اسامیاں جو کہ پہلے گریڈ،دوسرے،تیسرے،چوتھے اور ساتویں کی تھیں اور اس سے اوپر کوئی نہیں تھی۔اشتہار آ گیا اور آخری تاریخ گزرنے کے ایک مہینے کے بعد میں نے وائس چانسلر سے پوچھا کہ کتنی درخواستیں آئیں تو جناب وی سی نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب 850اسامیوں کے against بہاولپور یونیورسٹی میں 72ہزار درخواستیں آئیں۔اب کیا ہوگا کہ اس میں 850بچوں کو تو ملازمت مل جائے گی۔پچھلے وی سی نے تو کہا کہ ڈاکٹر صاحب میرے تو ہاتھ کھڑے ہیں اور میں اس کے اندر ہاتھ نہیں ڈالنا چاہتا۔جیسے ہے نظام چلتا رہا۔خیر وہ ریٹائر ہو کر چلے گئے اور نئے وی سی آ گئے تو انہوں نے کہا کہ میں کوشش کرتا ہوں کہ کوئی working کر کے کہ جتنی بھی اسامیاں ہیں تو یہ لوگ تو لگ جائیں اور ہمارا کام بھی چلے۔میں حکومت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم بھی یہاں پر بیٹھے ہیں اور یہ واویلا اس لئے کر رہے ہیں کہ یہ جو 71150 بچے سری لنکا سے نہیں آئے،یہ ہندوستان سے apply کرنے نہیں آئے اور کوئی بھی لاہور سے apply کرنے نہیں آیا یا کوئی فیصل آباد سے آ گیا ہو بلکہ وہیں کے یعنی بہاولپور کے،بہاولنگر کے یا لودھراں کے بچوں نے apply کیا۔اب 71150بچوں کی کس نے فکر کرنی ہے،بجٹ میں ان کے لئے کیا ہے،کیا economic activity اس کے ذریعے سے آپ generate کریں گے؟جب discussion ہوتی ہے law maker کے حوالے سے،ڈی پی او سے بات ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں یہ جو بے روزگاری ہے،اب بڑی تعداد میں سٹریٹ کرائم پڑھا لکھا نوجوان کر رہا ہے اور وہ کدھر جائے؟میں ایک practicing doctor ہوں اور لودھراں میں میرا ایک چھوٹا سا ہسپتال ہے،ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ڈاکٹر صاحب کوئی راستے موجود نہیں ہیں،مجھے آپ ڈسپنسر کی جگہ رکھ لیں۔یہ ساری چیزیں ایسی ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ جب بجٹ کے اندر آنا ہے تو اس بے روزگاری کو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:ڈاکٹر صاحب!بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آج تو اتنے زیادہ سپیکرز بھی نہیں ہیں اور مجھے بات کرنے دیں کیونکہ میں sense والی بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! wind up کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔ ساہیوال میں میڈیکل کالج کھول دیا ہے تو میری گزارش ہے کہ آپ کیوں ایسے چوکے چھکے لگاتے ہیں جو سرے نہیں چڑھتے۔ اب پچھلے سال جو سال گزر رہا ہے ساہیوال گورنمنٹ سیکٹر کا ہسپتال ہے جس میں فرسٹ ائر کے ایڈمشن نہیں ہو سکے۔ کیونکہ پی ایم ڈی سی نے فیکلٹی نہ ہونے کی وجہ سے لیٹر جاری کر دیا ہے کہ اب ساہیوال میڈیکل کالج کو derecognize کرتے ہیں، unseat کرتے ہیں اور نتیجتاً اب وہ داخلے نہیں ہو سکے۔ کس نے اس کو دیکھنا ہے؟ لاہور میں اتنے مگر مچھ کہ ایک ایک وارڈ کے اندر دو دو پروفیسر لگے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کوئی تجاویز ہی دے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ تجویز دے رہا ہوں کہ آپ اگر میڈیکل کالج کھولنا چاہتے ہیں تو پہلے فیکلٹی کا بندوبست کریں۔ اب بہاولنگر میں بھی میڈیکل کالج کا اعلان ہوا ہے، ساہیوال میں یہ position ہے، بہاولپور سے ہمارے ایک ایسوسی ایٹ پروفیسر مظہر فیض عالم اور ایک اسسٹنٹ پروفیسر اصغر کو ساہیوال پوسٹ کر دیا ہے۔ میں آج سول سیکرٹریٹ کے اندر گیا تو میرے ہاتھ میں PMDC کا لیٹر تھا مجھے وہ کہنے لگے جی بہاولپور میں تو بڑا اسٹاف ہے میں نے کہا ہے یہ دیکھیں میرے ہاتھ میں PMDC کا لیٹر ہے انہوں نے سختی سے نوٹس لیا ہے اور کہا ہے within fortnight اگر بہاولپور کے میڈیکل کالج کا اور انہوں نے ساری faculties میں بتایا کہ سرجری، میڈیسن، ای این ٹی، فارماکالوجی، کمری میڈیسن کے اب پروفیسرز نہیں ہیں، ایسوسی ایٹ نہیں ہیں اور انہوں نے warning دی ہے اگر آپ اس کو within fortnight پورا نہیں کرتے تو ہم ان rules کے تحت strict action لیں گے اور نتیجتاً قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور بھی derecognize ہو سکتا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو چیزیں ہیں ان کو نوٹ کریں خدا کے لئے کسی طریقے سے اس میں راستے بناؤ اور اس کو درست کرنے کی کوشش کرو۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آخری بات کر رہا ہوں میں عرض کروں گا میں تھوڑی سی بات اس حوالے سے کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب تھوڑی سی بات نہیں میں نے آپ کو کافی بات کرنے کا موقع دیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آخری بات تعلیم کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں گزارش یہ ہے کہ اس ملک کے اندر آپ دیکھیں کتنی کرپشن ہے اور ہر سال کھربوں روپیہ کرپشن کی نذر ہو جاتا ہے اور یہ کون کرتا ہے غریب آدمی نہیں کرتا، ان پڑھ نہیں کرتا۔ ہم جو پی ایچ ڈی، ایم اے / ایم ایس سی، انجینئر، ڈاکٹر پیدا کر رہے ہیں سارے کرپشن کر رہے ہیں۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ، تربیت کا element missing ہے ابھی پچھلے دنوں بلیغ الرحمٰن صاحب جو ہمارے ایم این اے اور سٹیٹ منسٹر فار ایجوکیشن بھی ہیں، اُن کے توسط سے تین وائس چانسلر صاحبان بھی آئے ہوئے تھے ہماری اچھی ورکنگ ہے بلیغ الرحمٰن صاحب کے ساتھ، انہوں نے رات کے کھانے کی دعوت پر چند دوستوں کے ساتھ بلایا تھا۔ میں نے تینوں وی سی صاحبان سے کہا آپ مجھے بتائیں کہ آپ کیا تعلیم دیتے ہیں، یہ پڑھے لکھے لوگ اس ملک کی جڑوں کو کاٹ رہے ہیں، کرپشن کر رہے ہیں۔ آپ یہ تعلیم دیتے ہیں تربیت کس نے دینی ہے اور کون responsible ہے؟ آپ یقین کریں تینوں وائس چانسلر صاحبان کے سر جھک گئے انہوں نے کہا ڈاکٹر صاحب آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں یہ جو تربیت کا element ہے میرے بھائی اس کو بھی شامل کریں اس وقت کتنے ایجوکیشن کے سسٹم ہمارے ملک میں چل رہے ہیں ہمارے نصاب میں سے وہ چیزیں نکالی جا رہی ہیں جس کے نتیجہ کے اندر خدا خوفی بندے کے دل میں پیدا ہوتی ہے یہ چند چیزیں ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! بہت شکریہ۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ ویسے تو ہمارے ملک میں ہر طبقہ فکر کے ہی حالات خراب ہیں لیکن بالخصوص کسان اور زمینداروں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ یقین کریں حالیہ بارشوں میں آج آپ جا کر دیکھیں میرا سارا حلقہ بارش کے پانی میں ڈوبا پڑا

ہے کوئی سیم نالہ کھودا نہیں گیا صرف کتابوں میں اُن کی maintenance کی گئی ہے otherwise بالکل کچھ نہیں کیا گیا۔ میں نے ایکسیئن سے پوچھا مجھے بتائیں کہ ایف ایس ڈرین جو سرگودھا کی سب سے بڑی مین ڈرین ہے ؟ ایکسیئن کہتا ہے جی وہ پھلروان سے گزرتی ہے تو میں نے کہا وہ تو موناڈرین ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کو یہ بھی نہیں پتا کہ ایف ایس ڈرین کون سی ہے انتظامیہ کی بے حسی دیکھیں کہ کسی نے کچھ نہیں پوچھا۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ کسانوں اور زمینداروں کی حالت یہ ہے جیسے کارل مارکس نے کہا تھا کہ مزدور و متحد ہو جاؤ کہ انہوں نے ہم سے بیڑیوں کے سوا چھیننا بھی کیا ہے۔ آج کسانوں کی حالت نوحہ کناں ہے اور یہ ہٹ دھرمی کی بات ہے۔ یقین کریں کہ ہماری گورنمنٹ نے الحمدللہ بڑے بڑے پراجیکٹ لانچ کئے یہ ڈرین جو ہیں آپ سے بہتر ان کو کون سمجھتا ہے ان کو maintain کرنے کے لئے کوئی اتنا بڑا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب! اریگیشن منسٹر آجائیں گے تو ان سے اس بارے پوچھیں گے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! محترم منسٹر نہیں آئیں گے میں سمجھتا ہوں کہ یہ میڈیا بھی موجود ہے اور آپ بیٹھے ہیں پچھلی دفعہ میں نے کہا تھا کہ گنے کے کسان کو پیسے نہیں مل رہے ملیں payment نہیں کر رہیں تو آپ نے یہی فرمایا تھا کہ محترم منسٹر آئیں گے تو اس پر بات ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب! منسٹر صاحب آئے تھے مگر جناب نہیں تھے آپ کے علاوہ ایک اور ایم پی اے احسن ریاض فتیانہ صاحب نے یہاں پر بات اُٹھائی تھی تو اُن کے ساتھ منسٹر بیٹھے اور جو ملیں گنے کی payment نہیں کر رہی تھیں انہوں نے ensure کروایا تھا۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر !اب بھی اس کا نوٹس لے لیں کہ کیا گنے کی payment ہو چکی ہے، آج کے دن تک آپ پتا کر لیں کہ گنے کی payment ہوئی ہے ؟ ایک تو یہ calamity ہے یہ جو بارشیں ہیں انہوں نے تباہی مچادی ہے لوگوں کی پہلے دھان کی فصلیں تباہ ہوئیں تھیں اور اب گندم کی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے، محکمہ ریلیف کی طرف سے کسی قسم کے ریلیف کا کوئی اعلان نہیں کیا گیا ہے، کسی compensation کا کوئی اعلان نہیں کیا گیا حالانکہ Calamity and Relief Act کے تحت یہ calamity ہے اور ہر جگہ پانی کھڑا ہے، گندم خراب ہو گئی ہے، فصلیں تباہ ہو گئی ہیں، زمیندار برباد ہو گئے ہیں لیکن ہمارا کوئی پُرسان حال نہیں ہمیں کون پوچھے گا زمیندار کدھر جائیں گے ؟

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب !کل منسٹر صاحبان یہاں پر موجود ہوں گے آپ دوبارہ یہ بات کیجئے گا میں اُن سے جواب لوں گا۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! ابھی ڈاکٹر صاحب نے یہاں اپنی تقریر میں ایک لفظ استعمال کیا ہے میں آپ کی وساطت سے کہنا چاہوں گا کہ انہوں نے ایک لفظ جمعدار استعمال کیا ہے وہ لفظ جمعدار نہیں ہے یہ سینٹری ورکر لفظ ہے لہذا میں چاہوں گا کہ کارروائی سے یہ الفاظ حذف کر دیئے جائیں اور اس کو سینٹری ورکر لکھا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کو سینٹری ورکر لکھا جائے۔ شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ڈائریکٹ پری بجٹ پر بات کرنے سے پہلے صرف آپ کے دو منٹ لوں گا۔ میں اس معزز ایوان کے سامنے ایک بات کرنا چاہتا ہوں اور جو کچھ بات کرنا چاہتا ہوں وہ تجربہ اور پوری ذمہ داری کی بنیاد کی بنا پر کرنا چاہتا ہوں میرے بھائی ڈاکٹر وسیم صاحب نے ابھی یہ بات کہی ہے کہ 72 ہزار درخواستیں آئیں تو دو ایم اے اسلامیات تھے جو انہوں نے سینٹری ورکر کی حیثیت سے درخواستیں دیں تو میں الحمد للہ ایک businessman ہوں میں آج آپ کو ایک ایسا المیہ سناتا ہوں کہ آج ہماری قوم جس سے گزر رہی ہے۔ یہ سینٹری ورکر اور درجہ چہارم کی نوکریوں کے لئے ایم اے اور ایم بی اے تک جو درخواستیں آرہی ہیں اس کی وجہ بے روزگاری نہیں ہے اس کی وجہ کیا ہے وہ میں آج آپ کو بتا دیتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے کام نہیں کرنا ہوتا صرف تنخواہیں لینا ہوتی ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آج میرے حلقے میں جو لوگ دس دس، پندرہ پندرہ ایکڑ کے مالک ہیں وہ اپنے بچوں کو درجہ چہارم کی نوکریوں کے لئے پاگلوں کی طرح پیچھے پڑے رہتے ہیں کیوں اس لئے کہ وہ زمیندارہ کرنا نہیں چاہتے، میٹرک کرنے کے بعد وہ سمجھتے ہیں ہم بہت چیز ہیں اور میں آج آپ کو بتاتا ہوں کہ اگر صرف تین سال کسی ٹیکنیکل فیلڈ میں کوئی آدمی لگا لے تو اُس کے ہاتھ سونے کے بن جاتے ہیں لیکن ہاتھ چلانا پڑتے ہیں۔ میں آج اس معزز ایوان کے سامنے اور اپنے میڈیا کے بھائیوں کے سامنے ایک بات کہتا

ہوں آج جا کر سب غور کریں خدا کی قسم کوئی اچھا خانساماں نہیں ملتا اگر ملتا ہے تو کہتا ہے کہ تین گھنٹوں کے لئے آؤں گا 30ہزار روپیہ لوں گا۔ کوئی اچھا ڈرائیور نہیں ملتا وہ کہتا ہے میں 30 ہزار روپیہ لوں گا، اپنی مرضی سے آؤں گا اور8:00 بجے چلا جاؤں گا۔ لوگ ٹیکنیکل جاب کی طرف نہیں آتے ۔ میری کمپنی الحمد للہ ،الحمد للہ ہر سال سینکڑوں ٹیکنیشن پیدا کر رہی ہے اور میرے گھر میں کام کرنے والے اسسٹنٹ آج ٹاپ ٹیکنیشن ہیں جو کہ ٹیوٹا کے ٹاپ ٹیکنیشن میں آتے ہیں کیوں کہ ان کو کہا گیا کہ تمھاری خدمات ہیں فلور پر چلے جاؤ۔

جناب سپیکر! لوگ کام نہیں کرنا چاہتے جبکہ ملک میں بہت کام ہے اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو بے پناہ نوازا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ ڈسپنسر کے لئے ڈاکٹر نے کام کیا۔ میرے گلبرگ کے گھر کے ساتھ ایک ڈسپنسری ہے میں ڈاکٹر صاحب کو دعوت دیتا ہوں وہ صبح تشریف لائیں۔ ڈاکٹرز ہیں، لیڈی ڈاکٹر ہے اور لیبارٹری ہے ان کے پاس جتنے ڈاکٹرز ہیں لائیں مجھے دے دیں میں کل ان سب کو نوکری دوں گا اور جتنی تنخواہ کہیں گے دوں گا۔ میں جب بھی ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں جاتا ہوں وہاں ایسا ہوتا ہے جیسے جنگ ہو رہی ہے۔ وہاں اتنا کام ہوتا ہے کہ ہیلتھ سیکرٹری، سلمان صاحب اور ہمارے کولیگ عمران صاحب سب لگے ہوتے ہیں لیکن ground reality کیا ہے؟ ground reality یہ ہے کہ کل میں اپنے حلقے میں تھا ایک آدمی آیا اس کی والدہ کو لقوہ ہو گیا، ڈاکٹر صاحب نے اٹھ کر تکلیف گوارا نہیں کی اور اس کو کہا کہ جا کر فلاں دوائی لاؤ اور فلاں دوائی لاؤ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم بھی کوئی اپنے فرض ادا کر رہے ہیں؟ جاپان والے اپنے ملک سے بیس بیس ہزار میل دور جا کر کام کرتے ہیں۔ خدا کی قسم جاپانی اپنی قوم اور اپنی کمپنی کا سوچتا ہے۔ میرے ساتھ زندگی میں ایک ایسا تجربہ ہوا ہے کہ دو بالکل لڑاکا قسم کی کمپنیاں جو ایک دوسرے کے سخت مخالف ہیں ایک کمپنی کا نام Sumitomo اور دوسری کا نام TNC ہے۔ ان دونوں کمپنیوں میں میاں بیوی کام کرتے ہیں۔ ایک دن وہ میرے گھر آئے تو مجھے اس کی بیوی نے کہا کہ میں Sumitomo میں کام کرتی ہوں میں نے کہا کہ تمہارا خاوند تو TNC کمپنی میں کام کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں میرا خاوند TNC میں کام کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ دونوں کمپنیوں کو تمہارا پتا ہے؟ اس نے کہا کہ دونوں کمپنیوں کو ہمارا پتا ہے لیکن ہماری کمپنیوں کو ہماری loyalty پر پورا یقین ہے۔ خدا کی قسم یہاں دو ہزار روپے میں بہترین غدار مل جاتا ہے جو ہر چیز جا کر باہر بتا دیتا ہے۔ ہم کیا کردار پیش کر رہے ہیں۔ ہم لوگوں کو یہ کہتے ہی نہیں ہیں کہ خدا کے لئے حکومت اتنی نوکریاں نہیں دے سکتی

آپ لوگ کام کریں اور کام میں کوئی کمی نہیں ہے۔ میں نے آج بڑی ذمہ داری سے یہ بات کہی ہے اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں اور آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا تھا کہ وزیر خزانہ آج یہاں ہوتے کیونکہ بہت سے ایسے معاملات ہیں جو میرے ان کے ساتھ discuss ہوتے رہے ہیں اور پچھلے بجٹ میں بھی ہوتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جتنے ریسٹورنٹس اور ہوٹل ہیں ان پر فیڈرل سیلز ٹیکس لگ رہا ہے جبکہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد اور پنجاب ریونیو اتھارٹی بننے کے بعد کروڑوں اربوں روپیہ جو سیلز ٹیکس لیا جارہا ہے اور اس میں چوری ہو رہی ہے یہ پنجاب ریونیو اتھارٹی کیوں نہیں لے رہی ہے؟ ایک اور بڑا المیہ یہ ہے کہ پنجاب ریونیو اتھارٹی نے شادی ہالوں اور کیٹرنگ والوں کو تو رجسٹر کر لیا ہے لیکن وہ ان ہوٹلوں کی طرف کیوں نہیں گئے کیونکہ وہاں جانے سے ان کے پَر جلتے ہیں؟ وہاں سے اربوں روپے کا ٹیکس چوری ہو رہا ہے۔ اگر وزیر خزانہ یہاں بیٹھے ہوتے تو میں ان سے یہ پوچھتا کہ مجھے بتائیں کہ جو 16 فیصد اور 17 فیصد سیلز ٹیکس ہے جو invoice کے بالکل نیچے جا کر لکھا ہوتا ہے تاکہ اس کو ویسے ہی پھاڑ دیا جائے۔ اگر فرض کریں کہ دو سو ٹیبلیں لگی ہیں اور بیس ٹیبلوں کا صرف ریکارڈ گیا ہے تو یہ deficit کون پورا کرے گا اور یہ deficit کن پر پڑتا ہے؟ یہ deficit ان لوگوں پر پڑتا ہے جن بے چاروں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ ریونیو تو ہم خود ضائع کرتے ہیں جبکہ یہ ہمارا ریونیو ہے ہمیں اس کو take up کرنا چاہئے۔ میری آپ کے توسط سے یہ استدعا ہے کہ تمام ہوٹل اور ریسٹورنٹس کو PRA میں لایا جائے یا پھر PRA کو ختم کیا جائے۔ PRA کا بھی سن لیں کہ پنجاب ریونیو اتھارٹی صرف ان لوگوں کو نوٹسز دے رہی ہے جو already tax net میں ہیں۔ میں یہ بات ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ پنجاب ریونیو اتھارٹی صرف ان لوگوں کو tax net میں لا رہی ہے جو already اس میں شامل ہیں جن کا سب کو پتا ہے اور وہ NTN holder ہیں۔ ان لوگوں کو کیوں نہیں شامل کیا جارہا ہے جو آج تک بالکل tax net میں نہیں ہیں اور ان کی وجہ سے پنجاب کے وہ کاروباری لوگ جو پہلے ہی ٹیکس دے دے کر پریشان ہیں ان کو پنجاب ریونیو اتھارٹی tax net میں لا کر مزید پریشان کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! جو سندھ، بلوچستان کی گاڑیاں پنجاب میں چل رہی ہیں اور خاص طور پر کمرشل گاڑیاں چل رہی ہیں میں نے پہلے بھی ایوان میں بات کی ہے۔ قانونی طور پر بھی ایک limit ہے کہ وہ دس

دن یا پندرہ دن سے زیادہ یہاں پر نہیں چل سکتیں وہ سارا کا سارا ٹیکس کہاں جا رہا ہے اور اس کا کون ذمہ دار ہے، یہاں تک کہ گلگت کی رجسٹرڈ گاڑیاں لاہور میں کمرشل کی حیثیت سے چل رہی ہیں وہ کیوں چل رہی ہیں؟ ہمارے پنجاب کا ٹوکن اس وقت 5500 روپے ہے اور اسلام آباد میں 384 روپے ہے اس لئے ہماری ساری گاڑیاں وہاں جا کر ٹوکن دے رہی ہیں جس کے نتیجے میں پنجاب کا نقصان ہو رہا ہے اس پر کیوں نہیں غور کیا جا رہا ہے؟ ہم جو کمرشل گاڑی ڈبل کیبن import کر رہے ہیں اس کے اوپر withholding tax پنجاب لے رہا ہے وہ ڈیڑھ لاکھ روپے ٹیکس کیوں لیا جا رہا ہے جبکہ اس پر پہلے ہی بے شمار ٹیکس ہے؟ آپ اس کو یہاں رجسٹرڈ نہیں کرواتے وہ باہر سے جا کر رجسٹرڈ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ساری عمر کے لئے پنجاب ٹوکن ٹیکس سے بھی جاتا ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب کے جتنے بڑے شہر ہیں وہاں گورنمنٹ نے جتنی کرائے پر عمارتیں لی ہوئی ہیں میں نے اس سلسلے میں کئی مرتبہ اسمبلی میں سوال دیا لیکن اس کا کوئی جواب نہیں آتا۔ کم از کم یہ تو دیکھ لیں کہ وہ مکانات، وہ بلڈنگیں اور وہ گھر کس ریٹ پر لئے ہوئے ہیں۔ میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ وہ دُگنا اور تین گنا کرائے پر لئے ہوئے ہیں۔ اب 35 فیصد سنٹرل ٹیکس لگ گیا ہے اس لئے وہ ٹیکس بھی پنجاب کی جیب سے دیا جا رہا ہے جو کہ کلب ہو کر مالک کو دینا چاہئے۔ ویلتھ ٹیکس جنرل مشرف نے میرے اور آپ کے عشق میں ختم نہیں کیا تھا وہ اس لئے ختم کیا تھا کہ اس میں کچھ پردہ نشینوں کے نام آ گئے تھے۔ ویلتھ ٹیکس کیوں نہیں لگاتے، مجھے ذاتی طور پر پتا نہیں کیا کچھ دینا پڑے گا لیکن میں پوچھتا ہوں کہ ویلتھ ٹیکس کیوں نہیں لگاتے؟

جناب سپیکر! تمام پرائیویٹ ادارے جو فیس لے رہے ہیں ایک محنتی آدمی جس کے limited resources ہوں وہ تو فیس نہیں دے سکتا۔ ان کو کوئی پوچھنے والا ہے کہ آپ کس حساب سے یہ فیسیں لے رہے ہیں؟ 25 ہزار، 30 ہزار روپے نرسری کی فیس ہے اور وہ untouchables ہیں۔ میں پچھلے بجٹ میں بجٹ کمیٹی کا ممبر تھا اور میں نے وزیر اعلیٰ کے سامنے یہ گزارش کی تھی کہ آپ ان کو پنجاب ریونیو اتھارٹی کے نیٹ میں کیوں نہیں لائے کیونکہ یہ بھی ایک طرح کا sales tax on services ہے اور کمرشل ہے۔ جتنی ہماری تعلیم پرائیویٹ اداروں میں دی جا رہی ہے وہ پوری کمرشل ہے۔ وہ استاد مر گئے جو اپنے پاس سے چائے پلا کر یا بچوں کو گڑ کھلا کر پڑھایا کرتے تھے۔ آج تو استاد کہتا ہے کہ جتنی بڑی گاڑی میں آؤ گے اتنا ہی اچھا ہے اسی سے تمہارے زیادہ نمبر آئیں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر اور کچھ نہیں ہو سکتا تو کم از کم ان کی فیسوں پر قید ہی لگا دی جائے۔ آج دو دو، اڑھائی اڑھائی لاکھ روپے کے

چالان بچہ تو آکر ماں باپ کو دے دیتا ہے کہ یہ لیں جی اس چالان کو جمع کرائیں لیکن آپ ذرا اندازہ لگائیں کہ وہ کس چیز کی تعلیم ہے، اس سے کیا نتیجہ نکلے گا اور یہ تعلیم دینے کے بعد ان بچوں کے اوپر کیا اثرات ہوں گے؟ ڈاکٹر صاحب ابھی کہہ رہے تھے جب یہی commercialism جائے گا تو پھر یہی ہو گا کہ پی آئی سی میں انجیو گرافی کی ایک سال کی date ملتی ہے اور سفارش سے چھ مہینے کی date ملتی ہے۔ اس کے بالکل adjacent ہسپتال ہے وہ 3 لاکھ 80 ہزار روپے لیتا ہے وہ اسی وقت سٹنٹ (stent) بھی ڈال دیتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ گھر جا کر کھانا کھائیے گا۔ آپ یہاں چائے کے وقت آئیں اور گھر جا کر dinner کریں لیکن چار لاکھ روپے جیب میں ہونے چاہئیں۔ یہ ایوان جو ہیلتھ کے لئے اربوں روپیہ پاس کرتا ہے اس کا فائدہ تو تب ہی ہے جب واقعی لوگوں کو اس کا فائدہ مل رہا ہو لیکن ground reality یہ ہے کہ لوگوں کو ہسپتالوں سے ایک ایک سال کی تاریخیں مل رہی ہیں۔ پھر یہ بجٹ پاس کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ ہم ان پرائیویٹ ہسپتالوں کو ہی کیوں نہ اپنے ambit میں لے لیں کہ آپ ہم سے پیسے لے لو۔ اسی طرح پرائیویٹ سکول والوں سے منت کر لینی چاہئے کہ بیکن ہاؤس تم ہمارے 100 سکول لے لو اور subsidies کر لو کہ سرکاری سکول کے بچوں کو بھی پڑھاؤ اور اپنے بھی پڑھاؤ۔ پھر یہ طریقہ بہتر نہیں ہے کہ ہم اس طرح سے چلائیں اور اپنا بجٹ بھی بچائیں۔

جناب سپیکر! جتنے BHUs اور جتنے RHCs ہیں ان کے بہت بُرے حالات ہیں۔ اگر ہم نے اتنا ہی پیسا اس بجٹ میں ہیلتھ کو دینا ہے تو اس کی کوئی نہ کوئی condition ضرور ہونی چاہئے۔ کوئی ایسی vigilant اتھارٹی ہو، کوئی third party source ہو جو ان کو بغیر ٹائم بتائے چیک کرے۔ بڑے سے بڑے business concern کو آڈٹ ٹیم بغیر بتائے آ جاتی ہے وہ آکر سلام کرتی ہے اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم آڈٹ کے لئے آئے ہیں۔ اس طرح سے یہاں کیوں نہیں جاتے ان کو بھی تو چیک کریں کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟ ڈاکٹر صاحب گھر سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور ڈسپنسر وہاں پر اونگھ رہا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! جتنے bridges کے ٹینڈرز ہو رہے ہیں ان میں جتنے private contractors آ رہے ہیں اس میں ایک بہت بڑا prequalification کا lacuna ہے۔ فرض کریں چار فرموں کو prequalify کیا گیا اور ان چار فرموں نے آپس میں pool کر لیا۔ محترم پارلیمانی سیکرٹری اس بات کو سمجھ رہے ہوں گے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟ ان چاروں نے رات کو pool کر لیا، صبح آئے اور آکر انہوں نے ایک دوسرے کو supporting quotation دائر کی اور ان میں سے جو lowest تھا وہ لے گیا اور باہر جا کر تینوں نے آپس میں منافع لے لیا۔ Prequalification کی کیا ضرورت ہے آپ سیدھی

سیدھی earnest money لیں پانچ فیصد، دس فیصد، بیس فیصد یا پچیس فیصد لگا کر ان کو کہو کہ لاؤ bid دو۔ Prequalification کھانے کے دھندے ہیں اور اس سے قوم کو لوٹا جا رہا ہے۔ Prequalification کے بعد جب آپ نے کسی بھی bid یا کسی بھی Bridge کی 10 سے 20 فیصد earnest money لے لی تو اس کے بعد مشینری کا پوچھ لیں کہ آپ اپنے ٹیکنیشنز اور expertise کی list لاؤ، open tender transparency تو اسی کو کہتے ہیں۔

جناب سپیکر! بجٹ کا خسارہ بڑھ رہا ہے اور کوئی educate کرنے والا نہیں ہے۔ میں معذرت کے ساتھ اپنے میڈیا کے بھائیوں کو بھی یہ کہتا ہوں کہ ہم سب نے مل کر اس بجٹ خسارے کو دیکھنا ہے۔ ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ہم جن چیزوں اور products کا اشتہار دے رہے ہیں، ہمارے کچھ چینلز کو ان سے کروڑوں روپے کا فائدہ تو ہو گا اور ہمارے کچھ بڑے اخبارات کو بھی کروڑوں کے add مل رہے ہوں گے لیکن کیا کبھی کسی نے سوچا کہ اس پنجاب میں 1000 یا 1100 روپے کی cost کا لان کا سوٹ پندرہ ہزار روپے میں بک رہا ہے، کیا کسی نے سوچا کہ ہم جو drinks اور food کے اشتہارات دے رہے ہیں وہ ہمیں کس بھاؤ میں پڑ رہے ہیں؟ اس ملک کا قیمتی foreign exchange اس میں جا رہا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ اس بجٹ میں خاص طور پر یہ بات رکھی جائے کہ ہم نے قوم کو سادگی کی طرف سے کس طرح لانا ہے۔ ہماری جو کچھ imports ہیں اگر اس کو دیکھیں تو پھر آپ مجھے کہیں گے کہ شیخ صاحب یہ فیڈرل مسئلہ ہے لیکن میں آج آپ سے ایک بات کہتا ہوں کہ اگر یہ ہاؤس اپنی ذمہ داری پہنچانے تو اس کے بہت بڑے wings ہیں اور یہ بہت کچھ کر سکتا ہے۔ میں آج آپ سے یہ بات کہتا ہوں کہ آپ کسی وقت میرے ساتھ بیٹھیں اور آپ صرف import کو ایک نظر دیکھیں کہ کتنی items ہیں جو ہم ہندوستان سے بلاوجہ منگوا رہے ہیں ہمیں جس کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے اور اس میں 18,18۔ ارب روپے تین تین مہینے میں جا رہے ہیں۔ ہم اس سے بچ سکتے ہیں لیکن صرف قوم کو educate کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ چیزیں نہ استعمال کریں۔

جناب سپیکر! دوسری بات، یہ حکومت کا فرض ہے جب میں کہتا ہوں کہ حکومت تو پتا نہیں میرے بھائی جو یہاں بیٹھے ہیں اس پر اعتراض کریں لیکن میں کہتا ہوں کہ حکومت natural guardian ہے اور حکومت نے ہی عوام کو گائیڈ کرنا ہے کہ تم نے کیا کرنا ہے اور حکومت کو ہی گائیڈ کرنا چاہئے۔ ایک ہی کلاس ہے جس کی وجہ سے مہنگائی کا سامنا ہے، یہ دو سے اڑھائی ہزار روپے پر ہیڈ کھانے والی کلاس ہے اور یہ پندرہ ہزار روپے کے لان کے سوٹ لینے والی کلاس ہے۔ اس کلاس کو educate

کس نے کرنا ہے؟ یہ حکومت نے کرنا ہے کہ آپ اس کا اندازہ لگائیں کہ تین سے چار کروڑ روپے کا ایک hoarding بن کر لگتا ہے تو وہ consumers profitability پر پڑتی ہے تو ہم اس consumers کو educate کریں کہ خدا کے لئے تم سمجھو تمھاری جیب کو لوٹا جا رہا ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ بجٹ میں آمدن اور اخراجات کا تخمینہ لگایا جاتا ہے اور متوازن بجٹ وہی ہوتا ہے جس میں آمدن زیادہ ہو اور اخراجات کم ہوں اس لئے اگر ہم نے اخراجات کا اندازہ لگانا ہے تو ہمیں دیکھنا ہے کہ ہمیں کہاں کہاں priorities دینی ہے۔ ہمارا ملک اس وقت حالت جنگ میں ہے اور عوام کے جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے سکیورٹی بجٹ میں خصوصی اضافہ کیا جائے۔ اہم شہروں کی اہم شاہرات پر ماڈرن سی سی ٹی وی کیمرے لگائیں جائیں اور پولیس کی ٹریننگ بھی کی جائے تاکہ جب کبھی مشکل وقت آئے تو ان کی اتنی ٹریننگ ہو کہ کیسے ان حالات سے نبرد آزما ہونا ہے اور کس طرح عوام کی جان و مال کی حفاظت کی جا سکتی ہے۔ Good governance directed policies بنائی جائیں اور جو لوگ اس کو monitor کریں ان میں management اور leadership کی abilities approval ہوں۔ انہیں پتا ہو کہ ہمیں ان چیزوں کو کس طرح دیکھنا ہے تاکہ عوام کا پیسا صحیح direction میں لگے۔

جناب سپیکر! صحت کے شعبہ پر بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر ہم عوام کو door step پر ہیلتھ کیئر کی facility پہنچانا چاہتے ہیں تو ہیلتھ کے بجٹ میں اضافہ ناگزیر ہے۔ ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ بجٹ کی proper utilization ہو رہی ہے اور اس کی proper accountability بھی ہونی چاہئے۔ جس لحاظ سے ملک میں آبادی بڑھ رہی ہے ہسپتالوں کو بھی اس لحاظ سے اپ گریڈ نہیں کیا جا رہا، بستروں کی تعداد اتنی ہی ہے یعنی beds کی strength بالکل نہیں بڑھائی گئی اور یہ نہیں دیکھا گیا کہ اگر لاہور کی آبادی اتنی بڑھ گئی ہے تو تمام Hospitals teaching اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں گائنی شعبہ میں 50 بیڈز ہیں تو ہمیں انہیں آبادی کے لحاظ سے بڑھانا چاہئے۔ Latest equipment's ,diagnostic centre, cancer ward اور teaching Hospitals اس میں لازمی شامل کئے جائیں۔ مزید پرائیویٹ میڈیکل کالجوں پر پابندی لگائی جائے وہ اس لئے کہ جب بھی کوئی میڈیکل کالج کھولا جاتا ہے تو یہ دیکھا ہی نہیں جا رہا کہ اس کے ساتھ کون سا ہسپتال attach ہے اور کتنے qualified doctors وہاں سے نکلیں گے۔ صرف PMDC کو یہ ساری اتھارٹی نہیں دینی

چاہیئے،ہیلتھ کو regulate کرنے کے لئے کوئی اور بھی باڈی بنانی چاہیئے جس میں آپ کے ایم پی ایز کی بھی شمولیت ہو۔Medical profession کی advancement success research based ہے اس لئے ہر teaching Hospital میں زیادہ سے زیادہ ریسرچ سنٹر بنائے جائیں۔ ہم نے آج تک کون سی latest drug بنائی ہے،کون سی latest treatment بتائی ہے اُسی روش پر چلے جارہے ہیں اس لئے ڈاکٹروں کو ریسرچ کرنے کے لئے facilitate کیا جائے،ان کے وظائف کے لئے بجٹ مختص کیا جائے اور researchers کے لئے زیادہ seats create کی جائیں۔ڈاکٹری ایک ایسا profession ہے جو رات دیکھتا ہے اور نہ ہی دن دیکھتا ہے جب آپ کسی سے اچھے کام کی توقع رکھتے ہیں تو health provider کو بھی آپ نے خوش رکھنا ہے اس سے میری مراد ڈاکٹر ہے۔ ڈاکٹروں کی salary بڑھائی جائے اور ان کے بیٹھنے کے پراپر آفس ہوں،proper environment ہو اور جب ان کی ٹریننگ ہو تو ان کی facility موجود ہو۔ حالات تو یہ ہیں کہ teaching Hospitals میں facility کم ہوتی جارہی ہے۔ یہ کیا ہے؟اس لئے کہ زیادہ سے زیادہ سینئر ڈاکٹرز سعودی عرب جارہے ہیں اور کوئی کینیڈا جارہا ہے۔اس چیز کو روکنے کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں۔ جیسے انڈیا نے اپنے تمام فارن ڈاکٹروں کو واپس بلایا ہے،ان کو کس طرح واپس بلایا ہے کہ ان کو ویسے ہی incentive دیا ہے اور وہاں ہیلتھ اس وقت corporate کا درجہ اختیار کر گئی ہے اور لوگ انڈیا transplant کرانے جاتے ہیں جبکہ ہمارے پاس یہاں اتنے لائق پروفیسرز موجود ہیں لیکن infrastructures کی ہی کمی ہے۔اس ہیلتھ کے شعبہ میں توجہ دی جائے۔ میں حکومت کی اس لحاظ سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے teaching Hospitals میں ایم آئی آر اور سی ٹی سکین جیسی سہولیات فراہم کی ہیں لیکن عام آدمی کے لئے ان کی فیس بھی کم کی جائے۔اس میں تمام teaching Hospitals کے لئے بجٹ میں اضافہ کیا جائے کیونکہ اس میں زیادہ سے زیادہ تقریباً Mediocre ہی وہاں پر آتے ہیں اور ان کو cover کرتے ہیں۔ گائنی ڈیپارٹمنٹ دیکھ لیں،یورالوجی ڈیپارٹمنٹ دیکھ لیں،سکن ڈیپارٹمنٹ دیکھ لیں اور سرجری ڈیپارٹمنٹ دیکھ لیں ان تمام میں beds کی کمی ہے اور extra beds لگانے پڑتے ہیں۔ میں pre-budget میں اس لئے نشاندہی کررہی ہوں تاکہ آئندہ بجٹ میں ہیلتھ کو زیادہ priority دی جائے۔ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے خواتین کی یونیورسٹی announce کی ہے لیکن اس کا infrastructure ہونا چاہیئے،اس کا کیمپس ہونا چاہیئے اور اس کے لئے سپیشل بجٹ allocate ہو تاکہ باہر کے ممالک سے جو خواتین آئیں یہاں سے trained ہوں۔ ہمارے

trained lady اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں بھی BHUs, Rural Health Centre doctors اور سپیشل ڈاکٹرز appoint ہوں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم نے یوتھ کو direction دینی ہے۔ میں وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے سوشل اکنامکس کی طرف توجہ دی۔ نوجوان لڑکوں نے لون لے کر اپنے بزنس تو شروع کئے ہیں مگر ابھی ہمارا نوجوان de-track ہو رہا ہے اس کے لئے ہمیں انہیں واضح راستہ دینا ہے ان کی تربیت کرنی ہے اور ان کے لئے jobs create کرنی ہیں۔ ہمیں socio cultural کے لئے بجٹ allocate کرنا ہے تاکہ ہماری نوجوان نسل اپنے کلچر کی طرف چلے۔ یونیورسٹیوں میں support complexes، کالجوں اور سکولوں میں playgrounds نہیں ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! بہت شکریہ

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے ایم پی ایز کی طرف سے آپ کی خدمت میں گوش گزار کر رہی ہوں کہ ان کی طرف بھی توجہ دیں۔ اگر سب کی تنخواہیں بڑھ رہی ہیں تو پنجاب کے ایم پی ایز کا کیا قصور ہے؟ سندھ کے ایم پی ایز کی salary بڑھ گئی، بلوچستان کے ایم پی ایز کی اچھی salary ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں۔ اس پر بات ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! اس کا رزلٹ بھی تو نکلے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا رزلٹ نکلے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت اچھا رزلٹ نکلے گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ہمیں آپ سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ نجمہ بیگم صاحبہ!

محترمہ نجمہ بیگم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا تعلق ضلع ڈیرہ غازی خان شہر سے ہے، ڈیرہ غازی خان ہمارے چاروں صوبوں کا سنگھم ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ڈیرہ غازی خان میں آبادی تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے کیونکہ چارروں صوبوں سے لوگ وہاں پر منتقل ہو رہے ہیں۔ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی مہربانی سے ڈیزہ غازی خان میں جو Trauma centre قائم کیا گیا ہے، وہاں پر سٹی سکین مشینیں بھی موجود ہیں، ایکسرے مشین بھی ہے لیکن ان کو استعمال میں

لانے کی بجائے مریضوں کو ملتان میں refer کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے مریضوں کی راستے میں death ہو جاتی ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ وہاں پر فنڈز بھی دیئے جائیں اور یہ حکم بھی جاری کیا جائے کہ وہ ان مشینوں کو استعمال کریں کیونکہ ان کے پاس یہ بہانہ ہوتا ہے کہ اگر یہ مشینیں خراب ہو گئیں تو ان کے لئے ٹیکنیشن ہمیں لاہور سے بلانا پڑتا ہے اس لئے ہم ان کو استعمال نہیں کرتے۔اس کے علاوہ ہمارے ڈیرہ غازی خان کی بڑھتی ہوئی آبادی کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ اس کے ساتھ جو دیہات منسلک ہیں وہاں سے لوگ روزگار کے لئے شہر میں آجاتے ہیں۔ بسوں والے ان سے منہ مانگا کرایہ وصول کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان لوگوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس کے علاوہ ڈیرہ غازی خان شہر سے خواتین ٹیچرز جن کو دیہاتوں کے سکولوں میں اپنے فرائض سرانجام دینے کے لئے جانا پڑتا ہے ان کو بھی پرائیویٹ گاڑیوں میں سفر کرنا پڑتا ہے، جس طرح لاہور اور ملتان میں میٹرو بس کا منصوبہ بنایا گیا ہے اس سے عام لوگ اور میں بھی مستفید ہوتی ہوں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ ڈیرہ غازی خان میں بھی گرین بس کے نام سے ایک منصوبہ دیا جائے تاکہ دیہاتوں سے لوگ شہر میں آکر اپنا کاروبار شروع کر سکیں۔اس کے لئے علاوہ شہر سے جو خواتین ٹیچرز دیہاتوں میں جاتی ہیں وہ بھی اپنی ڈیوٹی احسن طریقے سے سرانجام دے سکیں۔اس کے علاوہ ہمارے ڈیرہ غازی خان کا کامرس کالج جس میں سی کام، بی کام اور ایم کام تک کلاسز ہوتی ہیں وہاں پر طلباء وطالبات کی تعداد بھی بڑھتی جا رہی ہے۔وہاں پر بس کا کوئی انتظام نہیں ہے اس کے لئے بھی فنڈز فراہم کئے جائیں تاکہ طلباء وطالبات فائدہ اٹھا سکیں اور تعلیم حاصل کر سکیں۔اس کے علاوہ پورے پنجاب میں خانہ بدوش لوگ ہیں، ہم جب تبدیلی کی بات کرتے ہیں تو ان کے حالات تبدیل کرنے کے لئے بھی ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا ہو گا کیونکہ یہ لوگ بڑھتی ہوئی آبادی کا سبب ہیں، یہی جرائم کا سبب ہیں اور یہی منشیات کا بھی سبب ہیں۔اگر ہم ان کے لئے ایسی سکیمیں بنائیں، ایسے اقدامات کریں جیسے ان کو اپنے گھر دیئے جائیں، ان کو proper روزگار دیا جائے تاکہ وہ جو اس وقت ہمارے صوبہ پر جو بوجھ بنے ہوئے ہیں بوجھ نہ بنیں بلکہ ایک مہذب اور معزز شہری بن سکیں۔

جناب سپیکر! ہمارے ڈیرہ غازی خان میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر نیا ماڈل بازار بھی بنایا جا رہا ہے جس میں خواتین کا بلاک بھی بنایا جا رہا ہے اس کی منظوری بھی آگئی ہے لیکن اس کے لئے ابھی فنڈز کی فراہمی نہیں ہو سکی۔ میری گزارش ہے کہ اس سلسلے میں بھی فنڈز جلد فراہم کئے جائیں تاکہ ہمارے ڈیرہ غازی خان کے لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ باؤاختر علی صاحب!

باؤاختر علی: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ 14-2013 کا بجٹ وزیر خزانہ نے یہاں پر پیش کیا، اس کو ہر شعبہ میں utilize بھی کیا اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی سر پرستی میں ہر شعبہ میں ترقیاتی کام بھی ہوئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے صوبہ پنجاب کو ترقیاتی کاموں کے حوالے سے اس طرح سے متعارف کروایا ہے کہ ہر کوئی ان کی مثال دیتا ہے۔ چاہے میٹرو بس ہو یا کوئی اور منصوبہ، انہوں نے ریکارڈ مدت میں مکمل کیا۔ صوبہ پنجاب میں انرجی سیکٹر میں انہوں نے جو کام کیا ہے وزیر اعلیٰ پنجاب کی کاوش کے ساتھ جو کام ہو رہا ہے وہ پورے ملک پاکستان کے لئے ہو رہا ہے۔ پاکستان 2017 میں، پنجاب خصوصی طور پر اس معاملے میں خود کفیل ہو جائے گا، اس وقت جو energy crisis ہمیں نظر آتا ہے یہ ختم ہو جائے گا اور ہمارے ملک پاکستان میں خوش حالی آ جائے گی۔ صوبہ پنجاب اور پاکستان کے لئے زراعت، صحت، تعلیم ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ میں اس وقت اپنے حلقہ کو focus کروں گا کہ میرے حلقہ میں پینے کا پانی میسر نہیں ہے، میرا حلقہ لاہور کا شمالی علاقہ ہے جو کہ پورے لاہور کا ایک تہائی ہے، تیس سے چالیس لاکھ لوگ شمالی لاہور میں بستے ہیں، اس علاقہ میں بھی سب سے پسماندہ حلقہ میرا ہے جہاں سے میں منتخب ہو کر آیا ہوں۔ میں آپ کے توسط سے یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ بجٹ میں صاف پانی کے منصوبوں میں میرے حلقہ کو ترجیح دی جائے، وہاں پر نہ صرف واٹر سپلائی دی جائے بلکہ ٹیوب ویل بھی مہیا کئے جائیں۔ وہاں پر لوگوں کا جو استحصال ہو رہا ہے وہ ختم ہو اور لوگ مطمئن ہو سکیں۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کے سلسلے میں عرض کروں گا کہ میرے حلقہ میں تقریباً اس وقت 43 سکول ہیں ان میں پرائمری، مڈل، ہائی سکول موجود ہیں لیکن ان کے miscellaneous میں آج تک سالانہ ترقیاتی پروگرام میں خاص رقم نہیں رکھی گئی۔ میں اس سلسلے میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ، پنجاب کی سطح پر بھی استدعا کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ اس دفعہ توسیعی منصوبوں کے لئے بجٹ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں رقم رکھی جائے۔ اس کے علاوہ بچیوں کے سکولوں کو خصوصی طور پر اپ گریڈ کیا جائے کیونکہ دور دراز علاقوں میں جب بچیاں پڑھنے کے لئے جاتی ہیں تو اس کو ٹھیک طرح سے نہیں دیکھا جاتا۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ میں ایجوکیشن سیکٹر میں مغلیہ دور کے دو کالج ہیں ایک باغبانپورہ کالج فار بوائز اور دوسرا شالامار کالج فار گرلز ہے۔ اس کے علاوہ کوئی ایسا

کالج نہیں ہے۔ میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے استدعا کرکے ایکdirective issueکروایا اس کی feasibilityبھی بنی پھر ایک ڈگری کالج فار گرلز کی سمری وزیر اعلیٰ کو بھجوائی،انہوں نے مہربانی فرماتے ہوئے اس سمری کو منظور کرتے ہوئے سیکرٹری تعلیم کو بھجوادی۔ اس پر ابھی تک عملدرآمد نہیں ہوا میری استدعا ہے کہ میرے حلقہ میں بچیوں کے گرلز کالج کے لئے اس دفعہ بجٹ میں رقم مختص کی جائے اور اس کا اجراء بھی کیا جائے۔ اس کے علاوہ میرے حلقہ میں جو سب سے اہم تاریخی ورثہ ہے وہ شالامار باغ ہے یہ ایک تاریخی ورثہ ہے اس کی حفاظت ہر حکومت کی ذمہ داری ہے اس لئے میں یہ کہوں گا کہ اس بجٹ میں اس کے لئے رقم مختص کی جائے۔ شالامار باغ کے اندر کی جو تباہی ہے اس کو بچانے کے لئے بھی کوئی رقم مختص کی جائے تاکہ اس کی تزئین وآرائش کی جا سکے تاکہ وہ تاریخی ورثہ تباہی سے بچ جائے۔ اس کے علاوہ ایک نیشنل شاہراہ جی ٹی روڈ جو کہ پشاور سے دہلی تک جاتی ہے اور وہ نہ صرف وزیر خزانہ کے حلقہ سے گزرتی ہے بلکہ میرا ٹوٹل حلقہ ہی جی ٹی روڈ سے منسلک ہے، جی ٹی روڈ کی حالت ناگفتہ بہ ہے،ایک موریہ پل سے لے کر داروغہ والا تک آپ جائیں تو جگہ جگہ آپ کو گڑھے ملیں گے۔ کوئی بیمار خاتون یا شخص اس سڑک سے صحیح سلامت گزر نہیں سکتا۔

جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے استدعا ہے کہ نہ صرف اس سڑک کی مرمت کی جائے بلکہ اس سڑک کی دونوں سائیڈوں پر پچاس سے ساٹھ فٹ تک ناجائز قابضین نے جو قبضہ کیا ہوا ہے، وہاں سے وہ قبضہ نہ صرف واگزار کروایا جائے بلکہ اس کو گرین بیلٹ یا سروس روڈ میں منتقل کیا جائے۔ اس جی ٹی روڈ کا توسیعی منصوبہ اس بجٹ میں شامل کیا جائے جو کہ ایک نہایت اہم شاہراہ ہے۔ میں اس کے ساتھ یہ بھی کہوں گا کہ میرے حلقہ جی ٹی روڈ سے ایک رنگ روڈ پر سلطان محمود روڈ جو ایک اہم شاہراہ ہے وہ ادھر جاتی ہے جس کو وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے ذاتی کوشش سے 50فیصد تعمیر کروادیا لیکن 50 فیصد کام بالکل التواء کا شکار ہے لہذا میں استدعا کرتا ہوں کہ سلطان محمود روڈ کو مکمل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: باؤصاحب!بہت شکریہ

باؤاختر علی: جناب سپیکر! میری آخری گزارش ہے کہ پچھلے دنوں واہگہ پر دہشت گردی کاincidentہوا جس میں کافی لوگ شہید ہو گئے۔ واہگہ سے لے کر پورے ایریا میں کوئی سرکاری ہسپتال نہیں جس کی وجہ سے ایک پرائیویٹ ہسپتال پر بوجھ ڈالا گیا اور کئی لوگ ایسے تھے جن کو ابتدائی طبی امداد نہ مل سکی۔ میرے حلقہ میں جی ٹی روڈ پر 90 کنال اراضی ہے جس کی میں نے نشاندہی کی، محکمہ صحت نے اس کی

فزیبلٹی رپورٹ بنا کر ریونیو کو بھیجی اس پر ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے بھی کام کیا لیکن وہ فائل آج تک کھٹائی میں پڑی ہوئی ہے جبکہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے خصوصی مہربانی کی اور اس پر ڈائریکٹو بھی جاری کیا کہ اس پر کام کیا جائے اور آئندہ بجٹ میں یہاں 150 بیڈ کا ہسپتال بھی تعمیر کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری ایک اور عرض ہے کہ گڑھی شاہو چوک جہاں ہر وقت ٹریفک رکی رہتی ہے یہ شمالی لاہور کا واحد entrance ہے، شمالی لاہور کی تیس سے چالیس لاکھ کی آبادی ہے اس کے توسیع منصوبے جس کی فزیبلٹی محکمہ پی اینڈ ڈی میں موجود ہے اس پر عملدرآمد کیا جائے اور میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے استدعا کرتا ہوں کہ آزادی چوک کی طرح گڑھی شاہو چوک کو بھی اس طرح کا ایک منصوبہ دیا جائے اور یہ شمالی لاہور کے لئے تحفہ ہوگا۔ مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ رانا محمد ارشد صاحب! آپ آج بات کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! جیسے آپ کہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے بات کرنی ہے تو کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ یہاں پر ممبران نے بڑی اچھی discussion کی اور اپنا اپنا point of view دیا لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ممبران کی رائے کو endorse کرتے ہوئے جو گنے کی قیمت کا ایک بہت بڑا issue تھا وہ حل کیا۔ میرا دیہات سے تعلق ہے میں ایک چھوٹا زمیندار ہوں، یہ کہنا بڑا آسان ہے کہ مل مالکان پیسے نہیں دیتے کوئی شک نہیں کہ یہ issue تھا لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 46 شوگر ملیں ہیں اور تقریباً 41 ملوں نے 95 فیصد کے قریب ادائیگیاں کر دی ہیں۔ باقی دو تین ملوں کے issues تھے ہم نے وہ last week بھی حل کئے ہیں اور انشاء اللہ حل کریں گے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ زمیندار کو پیسا ملنا چاہئے اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے لیکن جو کام اچھا ہوتا ہے اس پر appreciate کرنا چاہئے اور جو نہیں ہوتا اس پر بالکل ہمیں discussion کرنی چاہئے اور ہمیں اپنا point of view دینا چاہئے۔ یہ وہی گنا ہے جو 150 روپے فی من تھا اور آج 180 روپے فی من ہے۔ اسی ایوان نے وزیر اعلیٰ سے demand کی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ اور حکومت پنجاب نے ممبران کی رائے کو عزت دی، اہمیت دی جبکہ سندھ میں یہی گنا 150 روپے کا اور چینی کا ریٹ وہی 52 روپے۔ الحمد للہ الحمد للہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں زمیندار کو اور facilitate کرنا ہے جیسے بجلی کی قیمت 10.35 روپے فی یونٹ ہے اس میں زمیندار

کو ریلیف مل رہا ہے اور گندم کی قیمت -/1200 روپے فی من تھی اب اس کی قیمت 100 روپے بڑھا دی گئی ہے اور یہ -/1300 روپے فی من ہو گی۔

جناب سپیکر! اس میں ہماری گزارش تھی کہ چھوٹے زمیندار کو performance دی جائے اس پر almost direction جاری ہو چکی ہے۔ پچھلے سال گندم 35 لاکھ میٹرک ٹن خریدی گئی اب اسے بڑھا کر 40 لاکھ میٹرک ٹن کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ موجودہ حکومت کا کسان دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے لیکن اس کے باوجود میری گزارش ہے کہ ہم نے کسان کو اور facilitate کرنا ہے، ہمیں کھادوں کو سستا کرنا ہو گا، زمیندار کے لئے جو equipments ہیں جن میں ٹریکٹر ہے وہ مزید سستا کرنا ہو گا۔ جیسے ہم نے گرین ٹریکٹر پر دو لاکھ روپے سبسڈی دی تھی اب ہمیں آنے والے بجٹ میں مزید سبسڈی دینا ہو گی۔ میں اس سے ہٹ کر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے ایجوکیشن کو وزیر اعلیٰ نے facilitate کرنے کے لئے وہ تمام efforts کیں اور جو آج ایوان اقبال والی تقریب تھی جس میں enrollment کو سو فیصد کرنے کے لئے comprehensive function تھا۔ وزیر اعلیٰ کی direction ہے کہ پہلی کلاس سے میٹرک تک کتابیں مفت ملنی چاہیئں وہ مل رہی ہیں لیکن اس میں دہشت گردی کا issue ہے security problem ہے وہاں پر جو measures لئے گئے ہیں۔ اس کو ہمیں appreciate بھی کرنا ہے اور ہمیں ڈیمانڈ بھی کرنی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلی کلاس سے لے کر ایم اے تک جو free education مل رہی ہے اس کے لئے ہمیں مزید efforts کرنا ہوں گی، ہمیں عوام کو مزید facilitate کرنا ہو گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پنجاب کے ہر فرد کو اچھے طریقے سے ہائر ایجوکیشن فراہم کرنا ان کا حق ہے۔

جناب سپیکر! جیسے ہیلتھ کو promote کیا جا رہا ہے ہمیں ہیلتھ کو مزید بہتر کرنا ہے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ملک جو جاگیرداروں کا حق سمجھا جاتا تھا، جو سرمایہ داروں کا حق سمجھا جاتا تھا اگر ایک مزدور کو میٹرو بس کی شکل میں 20 روپے کی سواری مل جاتی ہے تو اس ملک پر غریب کا حق کیوں نہیں ہے، آیا جب پاکستان بن رہا تھا تو غریبوں نے کوششیں نہیں کی تھیں، شہادتیں نہیں دی تھیں اور migration نہیں کی تھی؟ بالکل کی تھی اور وطن پر غریبوں اور متوسط طبقے کا سب سے زیادہ حق ہے بلکہ ہم سے بھی زیادہ ہے۔ ان کو facilitate کرنا چاہئے اور میں یہ ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے 52 ہزار لیڈی ہیلتھ ورکرز کو permanent کیا اور اس اسمبلی کے ذریعے بل پاس کیا، آپ نے ان کے گھروں کے چولہے permanent جلائے آپ کا یہ ایک اچھا step ہے۔ اب ان دنوں آپ

نے تقریباً چالیس ہزار ایجوکیٹرز کی appointment کی ہے جو merit through ہوئی ہے۔بے روز گاری کا issue ہے ہمیں اسے اور حل کرنا ہے اور میری یہ تجویز ہے کہ ہمیں ہیلتھ ،ایجوکیشن اور زمیندار کو مزید facilitate کرنا ہے۔جو farms to market روڈز بن رہے ہیں ، وزیر اعلیٰ نے ہمیں جو 15۔ارب روپے دیئے ہیں اور انہوں نے کہا کہ اگلے سال اس amount کو double کر رہے ہیں۔یہ دیہاتی ایریا کی ضرورت ہے چونکہ دیہاتی ایریا میں ٹریکٹر ٹرالی کا راستہ ہو گا تو وہ شہروں تک جائیں گے اور اس سڑک تک جائیں گے تو روزگار میں اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ اس میں مزید اضافہ ہونا چاہئے اسی طرح جو security problems ہیں ہمیں تھانہ کلچر کو مزید بہتر کرنا ہے۔اس دہشت گردی کو ختم کرنے کے لئے آج پورا ملک حالت جنگ میں ہے، حکومت پاکستان،افواج پاکستان حالت جنگ میں ہے،70 ہزار پاکستانی شہید ہو چکے ہیں لیکن صوبے اپنا play role کر رہے ہیں اور ہمیں مزید کرنا ہے تاکہ ہم ہر شہری کو تحفظ فراہم کر سکیں۔جو دہشت گردی کا وائرس ہے جس کو ختم کرنے کے لئے جنگ ہو رہی ہے اس پر جہاں مرکز اربوں روپے خرچ کر رہا ہے وہاں پر پنجاب اور باقی صوبے بھی اپنے اخراجات برداشت کر رہے ہیں۔یہ ایک ایسا issue ہے جس پر کوئی دورائے نہیں ہمیں ان دہشت گردوں کو کچلنا ہو گا اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں عوام کے بنیادی issues کو حل کرنا ہو گا۔اس کے لئے آپ جو بہتری کر سکتے ہیں آپ کو کرنی چاہئے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔جی،ذوالفقار غوری صاحب!

جناب ذوالفقار غوری: بہت شکریہ۔جناب سپیکر! پری بجٹ سیشن میں تجاویز بھی ہیں وزیر خزانہ نے ایک بات کی تھی کہ ہمیں محاصل کو بڑھانے کے لئے بھی تجاویز دینی چاہئیں۔میں اس لئے محاصل کو بڑھانے کے لئے پہلی تجویز دوں گا کہ گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کے ٹوکن جو ٹی ایم اے یا پنجاب حکومت کے حوالے سے ہیں ان کو بڑھایا جائے تاکہ محاصل بڑھیں۔

جناب سپیکر! میری دوسری تجویز ہے کہ سول ہسپتالوں میں لوگ پرچی لینے جاتے ہیں ان کی فیس بہت کم ہے اسے بھی بڑھایا جائے تاکہ محاصل بڑھیں۔اب میں اپنی تجاویز دوں گا کہ ہمیں دسمبر میں کرسمس گرانٹ ملتی ہے لیکن میں بڑے وثوق سے یہ بات کہنا چاہوں گا کہ وہ آج تک بھی بہت سے ضلعوں میں تقسیم نہیں ہو سکی۔اس کی وجوہات کیا ہیں؟اس کی وجوہات یہ ہیں کہ انہوں نے تین specific categories بنادی ہیں کہ اتنی گرانٹ بیوہ عورتوں، معذور لوگوں اور بیمار اشخاص کے

لئے ہے۔یہ گرانٹ ان تینوں categories میں دی جاتی ہے۔جب کسی بیوہ عورت کو امدادی چیک دیا جاتا ہے تو اسے وہ چیک اپنے بنک اکاؤنٹ میں جمع کروانا ہوتا ہے۔اب بیوہ عورت یا کسی معذور آدمی کا عموماً بنک اکاؤنٹ ہوتا ہی نہیں۔جب وہ بنک میں چیک لے کر جاتے ہیں تو انہیں بڑی پریشانی ہوتی ہے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ ان لوگوں کو open cheques دیئے جائیں جن پر ان کا نام،شناختی کارڈ نمبر لکھا جائے اور جب وہ بنک میں جائیں تو انہیں صرف اپنا شناختی کارڈ دکھانا پڑے۔ان کے شناختی کارڈ کی تصدیق کرنے کے بعد انہیں اس چیک کے پیسے دے دیئے جائیں۔یہ ایک آسان طریق کار ہے۔میں پارلیمانی سیکرٹری سے درخواست کروں گا کہ میری اس تجویز کو نوٹ کیا جائے۔

جناب سپیکر!ہم اقلیتی ممبران کو ایک کروڑ روپے سالانہ بجٹ ملتا ہے۔میری تجویز ہے کہ اس رقم کو بڑھایا جائے۔اس کی وجہ کیا ہے؟ میرے ساتھ معزز ممبر چودھری محمد اکرم تشریف فرما ہیں اور ان کا حلقہ پی پی۔122 ہے۔ضلع سیالکوٹ میں صوبائی اسمبلی کے گیارہ حلقے ہیں جبکہ ہمارا حلقہ پورا پنجاب ہے تو ہم ایک کروڑ روپے کی رقم کو کہاں کہاں استعمال کریں؟ میری یہ تجویز ہے کہ اس رقم کو بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر!ہمارے سیالکوٹ شہر میں ایک گورنمنٹ کرسچین ہائی سکول ہے۔اس سکول میں حضرت علامہ محمد اقبال اور فیض احمد فیض پڑھتے رہے ہیں۔اس سکول کی عمارت انتہائی خستہ حال ہو چکی ہے۔میری گزارش ہے کہ اس سکول کو ایک اچھی عمارت دی جائے اور وہاں پر علامہ محمد اقبال کے حوالے سے ایک یادگار تعمیر کی جائے تاکہ جب لوگ سیالکوٹ میں علامہ محمد اقبال کا گھر دیکھنے جائیں تو ساتھ ہی اس سکول اور یادگار کو بھی دیکھیں۔میری یہ بھی تجویز ہے کہ اس سکول کو قومی ورثہ قرار دے دیا جائے تاکہ اس کی حفاظت بہتر طریقے سے ہو سکے۔

جناب سپیکر!میری یہ تجویز ہے کہ حکومت جب کوئی لیبر کالونی بنائے تو اس میں minorities کے لئے ایک خاص حصہ مقرر کیا جائے۔یہ فی الوقت practice نہیں لیکن میں چاہوں گا کہ اس تجویز کو نوٹ کیا جائے اور اگلے بجٹ میں اس پر عملدرآمد شروع کیا جائے۔

جناب سپیکر!سیالکوٹ ایک کاروباری شہر ہے۔وہاں پر ٹریفک کا نظام بہت زیادہ خراب ہے جس کی وجہ سے کافی دیر تک ٹریفک جام رہتی ہے۔میری تجویز ہے کہ وہاں پر مزید وارڈنز دیئے جائیں تاکہ ٹریفک کے نظام کو بہتر طریقے سے چلایا جا سکے اور شہریوں کو سہولت میسر آ سکے۔

جناب سپیکر!چند ماہ پہلے حکومت سندھ نے چرچوں اور مندروں کی حفاظت کے لئے دو ہزار لوگوں کو بھرتی کیا ہے۔اس security force میں ایک ہزار مسیحی اور ایک ہزار ہندو لوگوں کو بھرتی

کیا گیا ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ پنجاب میں بھی چرچوں، مندروں اور گردواروں کے لئے سندھ حکومت کی طرز پر security force تشکیل دی جائے۔اس میں ہمارے اقلیتی امور کے وزیر اور اقلیتی ممبران کو بھیinvolve کیا جائے تاکہ وہ اسsecurity force کی تشکیل اورminorities کی مذہبی عبادت گاہوں کی حفاظت کے لئے بہتر تجاویز دے سکیں۔ میں آخر میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت مہربانی۔آج کے اجلاس کاایجنڈامکمل ہو گیا ہے لہذااب اجلاس بروز منگل مورخہ31۔مارچ2015 صبح10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔